فہرست مضامین

از: محمد جمیل الدین صدیقی

والدین کے حقوق

قرآن کی رو سے

اِن اشکرلی ولوالدیک (سورۂ لقمان)

ترجمہ: (شکر کرو تم میرا اور اپنے والدین کا)

ماں باپ تمہارے رب ہائے صغیرہ یعنی چھوٹے رب ہیں۔ (قرآن)

اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود مت تجویز کرو ورنہ تو بدحال بے یار و مددگار ہو کر بیٹھ رہے گا۔

اور تیرے رب نے حکم کر دیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت مت کرو اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن وسلوک کیا کرو اگر تیرے پاس اُن میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں سو ان کو کبھی ہُوں بھی مت کہنا اور نہ انکو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا۔ اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا ہے۔ (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ۱۷- رکوع ۲)

اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی امید ہو اس کے انتظار میں تجھ کو ان (ماں باپ) سے پہلو تہی کرنا پڑے تو ان سے نرمی کی بات کہدینا اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیئے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیئے ورنہ الزام خوردہ و تہیدست ہو کر بیٹھ رہو گے بلاشبہ تیرا رب جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی تنگی کر دیتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے دیکھتا ہے (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ۱۷ ارکوع ۳)

اور وہ زمانہ یاد کرو جب لیا ہم نے توریت میں قول وقرار بنی اسرائیل سے کہ کسی وقت عبادت مت کرنا کسی کی بجز اللہ تعالیٰ کے اور ماں باپ کی اچھی طرح خدمت گزاری کرنا

اور اہل قرابت کی بھی اور بے باپ کے بچوں کی بھی اور غریب محتاجوں کی بھی اور عام لوگوں سے بات اچھی طرح خوش خلقی سے کہنا اور پابندی رکھنا نماز کی اور ادا کرتے رہنا زکواۃ پھر تم قول و قرار کرکے اس سے پھر گئے بجز معدودے چند کے اور تمہاری تو معمولی عادت ہے اقرار کرکے ہٹ جانا۔ (جزِ اوّل، سورہ بقرہ رکوع ۹)

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کیا کریں آپ فرما دیجئے کہ جو کچھ مال تم کو صرف کرنا ہو سو ماں باپ کا حق ہے اور قرابتداروں کا اور بے باپ کے بچوں کا اور محتاجوں کا اور مسافر اور جیسا نیک کام کروگے سو اللہ تعالیٰ کو اس کی خوب خبر ہے (وہ اس پر ثواب دیں گے)
(جزو ثانی، سورہ بقرہ رکوع ۲۵)

کسی شخص کو حکم نہیں دیا جاتا مگر اس کی برداشت کے موافق کسی ماں کو تکلیف نہ پہنچانا چاہیئے اس کے بچہ کی وجہ سے اور نہ کسی باپ کو تکلیف دینی چاہیئے اس کے بچہ کی وجہ سے اور مثل طریق مذکور کے اس کے ذمہ ہے جو وارث ہے (جزو ثانی، سورہ بقرہ رکوع ۲۹)

اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلایا کریں یہ مدت اس کے لئے ہے جو کوئی شیرخوارگی کی تکمیل کرنا چاہے اور جس کا بچہ ہے یعنی باپوں کے ذمہ ہے ان ماؤں کا کھانا اور کپڑا قاعدہ کے موافق۔ (جزِ ثانی سورہ بقرہ، رکوع ۲۹)

اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت دار پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور اپنے لونڈی غلاموں کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہو۔ (البقرہ)

والدین کے حقوق

فرامین رسالت مآب ﷺ کی روشنی میں

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک: ۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا۔ خاک آلود، خاک آلود، خاک آلود ہو کسی

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کس شخص کی بابت ہے فرمایا جس نے بوڑھے ماں باپ پائے اور پھر جنت حاصل کرنے میں کوتاہی کی۔ (بخاری و مسلم شریف)

---

۲ - **ہلاک ہوجائے وہ شخص جس نے** کعبؓ بن عجرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہوجاؤ ہم لوگ حاضر ہوگئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوکر نیچے اترے تو ہم نے عرض کی کہ ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی حضورؐ نے ارشاد فرمایا اس وقت جبرئیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہوجائے وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہوجائے وہ شخص جس کے سامنے آپؐ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہوجائے وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہونچ جائیں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین۔ (یعنی وہ شخص ماں باپ کی خدمت سے محروم رہے)۔

اس حدیث میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تین بد دعائیں دی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں پر آمین فرمائی، اوّل تو جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتہ کی بد دعا ہی کیا کم تھی اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین نے تو جتنی سخت بد دعا بنادی وہ ظاہر ہے۔

---

۳ - حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ " جو شخص اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو منسوب کرے اور وہ اس حقیقت سے واقف ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے"۔ (بخاری و مسلم)

---

۴ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو (یعنی) ان کے نسب سے اپنے آپ کو بیگانہ نہ بناؤ اس لئے کہ جس

شخص نے اپنے باپ کے نسب سے اعراض کیا اس نے کفران نعمت کیا۔ (بخاری و مسلم)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ فرمایا آقائے نامدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رسوا ہو رسوا ہو، رسوا ہو جس نے اپنے والدین کو، دونوں کو، یا کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنّت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم)

۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے روایت کی کہ ایک عورت تھی جسے میں پسند کرتا تھا لیکن میرے باپ (حضرت عمرؓ) اسے ناپسند کرتے تھے تو انہوں نے مجھ سے کہا اسے طلاق دے دو میں نے انکار کیا وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا اس پر حضورؐ نے مجھے حکم دیا کہ اس کو طلاق دے دو۔ (ترمذی)

۷۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہٗ نے روایت کی ایک شخص نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلعم ماں باپ کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے حضورؐ نے جواباً فرمایا حق؟ وہی تیری جنّت اور دوزخ ہیں (ابن ماجہ)

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہ خدا کا شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کی جان لینا جھوٹی قسم کھانا ہیں۔ (بخاری)

۹۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ، حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ بتاؤں؟ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلعم، حضور نے فرمایا خدا کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ (بخاری)

۱۰۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ نے روایت کی، میں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، خدا کے نزدیک کونسا کام زیادہ پسندیدہ ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ وقت پر نماز ادا کرنی۔ میں نے پوچھا پھر کونسا کام؟ آپؐ نے جواب دیا والدین کے ساتھ بھلائی کرنا۔ (نسائی)

۱۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ نے روایت کی کہ ایک شخص حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے اچھے سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے۔ آپؐ نے جواب دیا تمہاری ماں، اس نے پھر پوچھا کون؟ آپؐ نے جواب دیا تمہاری ماں، اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے جواب دیا تمہارا باپ (بخاری)

اس حدیث اور اسی قسم کے دوسرے احادیث سے والد کے حقوق سے والدہ کے

حقوق کی زیادتی ثابت ہوتی ہے۔

۱۲۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنّت ماں کے قدموں کے نیچے ہے
(مُسلم)

ماں کی فرمانبرداری و خدمت جنّت کا قریب ترین راستہ ہے۔

۱۳۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہٗ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"خدا نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کردی ہے۔ (بخاری)

۱۴۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ باپ کی دعا بیٹے کے حق میں ایسی ہے جیسے نبی کی دعا اُمّت کے حق میں (ترمذی)

۱۵۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تین شخصیتوں کی دعا مستجاب ہے ایک باپ کی دعا بیٹے کے حق میں۔ دوسرے مظلوم کی تیسرے مسافر کی۔ (ابوداؤد)

۱۶۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہٗ نے روایت کی۔ میرے والد جاہمہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے میں آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں حضورؐ نے پوچھا تمہاری ماں ہے ؟ انہوں نے کہا جی ہاں حضورؐ نے فرمایا اسے نہ چھوڑو کیونکہ جنّت اسی کے قدموں میں ہے۔ (نسائی)

۱۷۔ حضرت ابوہریرہؓ۔ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ بیٹا اپنے باپ کے احسان کا بدلہ ہرگز نہیں اتار سکتا، بجز اس صورت کے کہ اس کو غلامی کی حالت میں پائے اور پھر اسے خرید کر آزاد کردے (مُسلم)

۱۸۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باپ کی بہ نسبت ماں کا دوگنا حق ادا کرد (ابن منج) باپ کے مقابلہ میں ماں کا دوگنا حق کی مستحق اس لئے ہے کہ بچہ کی پیدائش رضاعت (یعنی دودھ پلانا) اور تمہاری نشوونما و تربیت میں ماں کا اہم ترین حصہ رہا ہے۔

۱۹۔ حضرت سعید بن العاص رضؓ نے فرمایا حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اچھی تہذیب سے زیادہ ایک باپ کا اپنی اولاد کے لئے کوئی عطیہ نہیں ہے۔ (ترمذی)

۲۰۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے، میری ماں مشرک ہونے کی میں قریش سے مصالحت کے زمانہ میں میرے پاس آئی میں نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ اسلام سے بیزار ہے کیا میں اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کروں۔ حضور نے جواب دیا ہاں، اچھا برتاؤ کرو۔ (بخاری)

۲۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے روایت کی۔ ایک شخص حضور پُر نور صلی اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس مال بھی ہے اور اولاد بھی اور باپ میرے مال کا محتاج ہے تو میں اپنی اولاد پر خرچ کروں یا باپ کو دوں؟

حضورؐ نے فرمایا تم اور تمہارا مال دونوں تمہارے باپ کے ہیں .... اے لوگو تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ ترین کمائی ہے لہٰذا تم اپنے اولاد کی کمائی کھاؤ۔ (ابوداؤد)

۲۲۔ حضرت ابو داؤدؓ نے روایت کی۔ میں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ باپ بہشت کا صدر دروازہ ہے اب تو چاہے اس دروازہ کی حفاظت کر اور چاہے کھو دے (ابن ماجہ)

۲۳۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بیٹا کہ ماں باپ کی طرف رحمت و شفقت کی نظر سے دیکھے تو اس کے حساب میں ہر نظر کے بدلے مقبول حج کا ثواب ملتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا اگرچہ دن میں ۱۰۰ مرتبہ دیکھے، حضورؐ نے فرمایا بہت بڑا اور بہت پاکیزہ ہے۔ (بیہقی)

۲۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نہ تو اپنے باپوں کی قسم کھاؤ اور نہ ماؤں کی تم (صرف) خدا کی قسم کھاؤ جب تک تم سچے ہو۔ (ابوداؤد)

۲۵۔ حضرت ابو درداؓ باعثِ تخلیق عالم حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں قیامت کے دن تمہارے باپ داداؤں کے نام سے پکارا جائے گا لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھو (ابوداؤد)

۲۶۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ــــ " باپ کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی خوشی ہے (ترمذی) ــــ (خوش قسمت ہیں وہ باپ کے فرمانبردار ہیں، باپ کی خوشنودی عین سعادت مندی ہے حضورؐ کے ارشاد کے یہ معنی ہوئے کہ باپ ناراض تو خدا بھی ناراض ہوتا ہے۔)

۲۷۔ اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ کی والدہ ابھی تک ایمان نہیں لائی تھیں ۔ وہ اپنی بیٹی اسماءؓ کے گھر تحائف لئے ملنے آئی ۔ حضرت اسماء راسخ العقیدہ تھیں اور مشرکین سے نفرت رکھتی تھیں انہوں نے نہ تحائف قبول کئے نہ ماں کو اپنے گھر میں رہنے دیا بلکہ فوری ام المومنین حضرت عائشہؓ یعنی اپنی سوتیلی بہن کے پاس کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صلعم سے اس سلسلہ میں ہدایت لیکر مطلع کریں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا کیا حکم ہے رسول مقبول نے فرمایا تحفے قبول کر لو اور اپنے ہاں رکھکر فرائض مہمان نوازی انجام دو۔

نوٹ : اس سے ظاہر ہوا کہ ماں باپ مشرک بھی ہو تو حقوق کی ادائی لازم ہے اور دل شکنی کی ہرگز اجازت نہیں جب تک کہ وہ مذہب سے ہٹنے کی ترغیب نہ دیں اسی صورت میں صرف یہی ایک حکم ناقابل قبول ہے دیگر فرائض والدین کی تکمیل ضروری و لازمی ہے۔

۲۸۔ فرمایا آقائے نامدار صلعم نے باری تعالیٰ سوائے شرک کے تمام گناہوں کو جس قدر چاہیں معاف کر دیتے ہیں لیکن والدین کی نافرمانی کا گناہ وہ گناہ ہے کہ مرنے سے قبل ہی اس کا مواخذہ کر لیا جاتا ہے اور بعد از مرگ بھی۔ (حاکم)

۲۹۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور رسالت مآبؐ میں عرض کیا ۔ اے اللہ کے برحق پیغمبر ! میں نماز پڑھتا ہوں اور زکوٰۃ کی ادائی بھی کرتا ہوں مجھے کس اجر کی توقع رکھنی چاہئیے ۔ فرمایا آقائے دوجہاں صلعم نے کہ روزِ قیامت تو نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ رہے گا بشرطیکہ تو ماں باپ کا نافرمان بیٹا نہ ہو ۔ (نسائی بزاز)

۳۰۔ فرمایا رسول مقبول نے ماں باپ کی نافرمانی کرنے سے اولاد کا فرض قبول ہوتا ہے اور نہ نفل ۔ (حاکم)

۳۱۔ فرمایا سرور کائناتؐ نے سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک اور ماں باپ کی نافرمانی ہے ۔ (نسائی بزاز)

۳۲۔ ماں باپ کے نافرمان کو جنت نصیب نہ ہوگی اسی طرح دیوث یعنی وہ عورت جو مردوں کی طرح وضع اختیار کرتی ہے ۔ (نسائی بزاز)

۳۳۔ علقمہ نامی ایک شخص نماز روزہ کا بہت پابند تھا ۔ یکایک بیمار ہوا وقتِ آخر آپہونچا تلقین کیجا رہی تھی کلمہ شہادت زبان سے جاری ہی نہ ہوتا تھا ۔ رسول خدا کی بارگاہ میں اطلاع دی گئی فرمایا کیا اس کے والدین بقید حیات ہیں ۔ عرض کیا اس کی والدہ زندہ ہے۔

بلوایا، بڑھیا نے عرض کیا اپنی بیوی کے مقابلہ میں میری نافرمانی کو اس نے شیوۂ زندگی بنا لیا ہے حکم رحمت اللعالمین ہوا کہ لکڑیاں جمع کرو اور علقمہ کو جلا دو۔ ماں پریشان ہوئی اور معاف کر دیا اور علقمہ کی زبان سے کلمہ جاری ہوا اور ایمان پر جان دی۔ (احمد۔ طبرانی)

۳۴۔ فرمایا رسول مقبول صلعم نے تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو تمہاری اولاد تم سے حسنِ سلوک کرے گی۔

۳۵۔ فرمایا آقائے نامدار نے تین گناہ ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی ایک شرک دوسرے والدین کی حق تلفی تیسرے میدانِ قتال فی سبیل اللہ سے فرار۔

۳۶۔ فرمایا حضور انور صلعم نے بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ قتل نفس۔ والدین کی نافرمانی اور جھوٹ بولنا ہے۔

۳۷۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رحمتِ عالمؐ کا فرمان ہے تین باتیں جس شخص میں ہوں گی خدا تعالیٰ اس پر اپنا ہاتھ رکھے گا اور اس کو بہشت میں داخل کرے گا۔ (۱) کمزور پر ترس کرنا۔ (۲) ماں باپ پر شفقت کرنا (۳) غلام پر احسان کرنا (ترمذی)

۳۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے جہاد اور ہجرت دونوں کی اجازت طلب کی تھی۔ لیکن ماں باپ دونوں زندہ تھے۔ ارشاد فرمایا "جا انہیں سے جا کر اچھا برتاؤ کر"۔ (مسلم)

۳۹۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ماں باپ مر جائیں وہ شخص ہر جمعہ اپنے ماں باپ کے قبروں پر جائے تو اس کے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔

۴۰۔ ایک شخص نے یہ عہدِ رسالت مآبؐ منت مانگی کہ میرا یہ کام ہو جائے تو میں جنت کی دہلیز کو بوسہ دوں گا۔ اس کا کام بفضلِ خدا ہو گیا وہ دربار رسالت مآب صلعم میں حاضر ہوا اور عرض کی اے اللہ کے نبی! میں نے ایسی منت تو کی ہے اب اسکو پورا کیسے کروں؟۔ اللہ کے رسول کا ارشاد ہوا۔ اے شخص! جا اپنی ماں کے قدموں کا اور اپنے باپ کی پیشانی کا بوسہ لے لے تری منت کی تکمیل ہو جائے گی۔

نوٹ: صاف ظاہر ہے کہ اہلِ ایمان کے لئے جنت میں داخلہ ماں باپ کی خوشنودی پر منحصر ہے اور ماں باپ کی اطاعت سر تا پا جنت کی ضامن ہے یعنی ان فرامینِ مبارک پر ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہے آقائے نامدارؐ

کی اس شخص کو منت کی تکمیل کرنے کی ہدایت سے مزید روشنی پڑتی ہے۔

خلاصہ : والدین کے حقوق : اولاد کے ذمہ والدین کے حقوق یہ ہیں (۱) والدین کو ایذا نہ پہونچائے اگرچہ ان کی طرف سے کچھ زیادتی ہی ہو (۲) قولاً و فعلاً ان کی تعظیم کرے (۳) مشروع امور میں ان کی اطاعت کرے (۴) اگر ان کو مال کی حاجت ہو تو ان کی خدمت کرے۔ ماں باپ کے انتقال کے بعد اولاد کے ذمہ ان کے یہ حقوق ہیں (۱) ان کے لئے دعائے مغفرت و رحمت کرتا رہے۔ (۲) نوافل و صدقات کا مالیہ ثواب انہیں پہونچاتا رہے (۳) ان کے ملنے والوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آئے (۴) ان کے ذمہ جو قرض ہو ادا کرے۔ (۵) گاہ گاہ ان کے قبر کی زیارت کرے۔

اب ماں اور باپ کے تعلق سے بزرگانِ دین اور صحابی رسولؐ کی دو مثالیں پیش ہیں اور تاریخی واقعات بھی پیش ہیں جو پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں کہ قرآن سچا ہے اور فرامین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔

ماں کی خدمت کا ایک واقعہ حضرت بایزید بسطامیؒ

کون ہے جو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب اعلیٰ سے ناواقف ہے مگر کبھی آپ نے یہ بھی سونچا کہ آپ کو یہ مقام اعلیٰ حاصل کیسے ہوا ؟ ایک سردی کی رات تھی ماں نے آپ سے پانی طلب کیا۔ آپ نے پانی کے برتن کو دیکھا خالی پایا۔ گھر میں پانی نہ پاکر آپ گھڑا لیکر بعجلت ممکنہ دریا پہنچے اور تیز تیز قدم بڑھاتے گھر پانی لئے لوٹے۔ تو دیکھا کہ ماں کی آنکھ لگ گئی ہے اور خوب محو خواب ہے۔ شدت کی سردی کی رات تھی۔ اور آپ آبخورہ لئے کھڑے رہے گھنٹوں گزر گئے جب ماں کی آنکھ کھلی بیٹے کو اس قدر سردی میں اس طرح آبخورہ لئے کھڑے کپکپاتے دیکھا تو پوچھا " تم نے آبخورہ نیچے کیوں نہیں رکھ دیا ؟ صاحب نصیب خوش قسمت بیٹے کے الفاظ تھے " اے میری پیاری ماں ! میں نے سونچا کہ نہ جانے آپ کب بیدار ہوں اس وقت تک میں سو نہ جاؤں ' بیٹے کے یہ طرز عمل اور پھر الفاظ کے سنتے ہی ماں بے قابو ہو گئی اور آنکھوں میں آنسو آ گئے ہاتھ خود بخود اٹھ گئے اور نصف شب کو ماں بیٹے کے لئے بارگاہ ایزدی میں مصروف دعا ہو گئی۔

آپ نے ان دعاؤں کا اثر دیکھ لیا' کیا ہوا۔ فرید الدین عطار کے تذکرۃ الاولیا ملاحظہ فرمائے تو پتہ چلے گا کہ مدرسہ میں بایزیدؒ قرآن پاک کے سورہ لقمان کا استاد سے سبق لے رہے

ہیں اُستاد جب اس آیت " ان اشکرلی ولوالدیک " کا مطلب سمجھانے لگے تو
نے استاد سے اپنے گھر جانے کی اجازت چاہی تاکہ ماں سے کچھ عرض کرسکوں ۔ اجازت م
آپ دربار مادری میں حاضر ہو کر باادب معروضہ کہا ۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اپنے آپ کی خد
کرنے کا حکم فرماتے ہیں اور والدین کی بھی ۔ میں اس قدر کمزور ہوں کہ دو آقاؤں کی خدمت
سے ہو نہیں سکتی ۔ آپ کا ارشاد گرامی ہو تو آپ ہی کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں یا اگر آ
اپنا حق معاف فرماتی ہیں تو اللہ پاک کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیتا ہوں۔
نے بیٹے کا مطلب اور جذبات سمجھ لئے ۔ کہا بیٹا میں نے اپنے حقوق معاف کر دیئے اب
بالکلیہ اللہ کی اطاعت میں اپنے آپ کو منہمک کر دو "۔

اجازت ملنے کی دیر تھی کہ بایزیدؒ نے گھر سے نکل کر جنگل کی راہ لی اور تیس سال تک
جنگل پھر کر سخت سے سخت ریاضتیں فرمائیں اور ایسے ناقابلِ بیان مجاہدوں میں مصروف ر
سُنکر عقل دنگ رہ جائے اس نوبت پر آپ کو ندا آئی کہ مدینہ منورہ میں حاضر ہو جاؤ۔
آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے ۔ دربارِ رسالت سے حکم ملا ۔ وطن جاؤ اور ماں کی خدمت
مصروف ہو جاؤ۔

تعمیل حکم میں بایزیدؒ وطن لوٹ آئے ۔ نصف رات تھی ۔ اندھیرے اور سناٹے
عالم تھا جب آپ نے گھر کے دروازے میں قدم رکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ضعیف ماں اتنی را
وضو میں مصروف ہے اور زبان پر دعا جاری ہے کہ اے میرے پروردگار میرے پردیسی
کی حفاظت کیجیو اور نیک راہ پر چلائیو اور آپ کی اور رسولِ پاک کی نظر عنایت سے محروم
کبھی نہ فرمائیو " بایزیدؒ کے آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی رواں ہو گئی اور قدموں پر گر
عرض کی آپ کے پردیسی کو حضور ؐ کے حکم کے ساتھ آپ کی خدمت میں واپس کر دیا گیا
سالخوردہ ماں نے بیٹے کی آواز سنی اور ان بے نور آنکھوں سے بیٹے کو دیکھنے کی ۔۔۔
روتے روتے بے نور ہو گئیں تھیں اور مجسم ماما نے عالم بے خودی اور بے چینی میں بیٹے کو اپنی آ
مادری میں لیکر پیشانی پر بوسے دینے شروع کئے ۔

بایزید بسطامیؒ جب حسب الحکم دربارِ رسالت ؐ گھر پہونچکر ماں کی خدمت میں مصروف
ہو گئے ہمیشہ فرماتے کہ جس نعمت کی جستجو و تلاش میں میں جنگل جنگل پھرا مجاہدے اور ریاضتیں کیں
جسکی مجھے تلاش تھی تو مجھے رسول پاک ؐ کا احسان ہے کہ اپنے ماں کی خدمت اور قدموں میں ملی ۔

باپ کی خدمت اور عہد فاروق اعظمؓ

حضرت عمر فاروقؓ کا دورِ حکومت ہے۔ فتوحاتِ اسلامی اور جہاد کا جذبہ ہر مسلمان کے دل میں موجزن ہے۔ کلاب نامی ایک شخص بھی وطن سے دور مصروف جہاد ہے۔ کلاب کے ضعیف باپ کو اپنے بیٹے کی یاد بے چین کرتی ہے جس کا اظہار وہ امیرالمومنین فاروق اعظمؓ کے سامنے کرتے ہیں۔ آپ ضعیف باپ کی بے چینی دیکھکر متاثر ہوجاتے ہیں اور سپہ سالار کے نام فرمان فاروقؓ جاتا ہے کہ کلاب کو بعجلت ممکنہ دربار خلافت روانہ کردیا جائے۔ اس غیر معمولی حکم پر کلاب عالم تشویش میں بعجلت ممکنہ حاضر دربار امیرالمومنین ہوجاتا ہے۔

کلاب کو دیکھتے ہی فاروق اعظمؓ کا سوال ہوتا ہے " آخر تمہارا کیا سلوک اور خدمت تمہارے باپ کے ساتھ رہی ہے کہ تمہارا ضعیف باپ تمہارے لئے اس قدر بے چین بے تاب ہے "۔

کلاب عرض کرتا ہے۔ یا امیرالمومنین میں اس اونٹنی کو جو سب سے زیادہ دودھ دیتی۔ چراگاہ سے منگواتا اور پھر دودھ دوہنے سے قبل اس کے تھن کو میں خود اپنے ہاتھوں سے دھوتا۔ چونکہ میں اپنے والد محترم کی طبیعت کی نفاست سے واقف تھا پھر اس طرح دودھ دھو کر تازہ دودھ اپنے والد ماجد کو پلایا کرتا تھا۔ ان کے دودھ پینے تک میں باادب کھڑا رہتا جب ان کی زبان سے میرے لئے دعا نکلتی میں شکر خداوندی بجا لاکر ان سے رخصت ہوتا۔

حکم امیرالمومنین ہوا " اے کلاب تم نے جس طرح بیان کیا ہے یہ عمل میرے سامنے کرکے دکھاؤ"، کلاب نے تعمیل حکم میں اپنے چراگاہ سے اونٹنی منگوائی اور اسی طرح دودھ دھوکر حضرت فاروقؓ کی خدمت میں پیش کیا اب خلیفہ وقت خود دودھ لئے کلاب کے ضعیف باپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دودھ پیش کیا۔ ضعیف باپ نے کپکپاتے ہاتھ سے دودھ لیا اور منہ کو لگایا پھر ہٹایا پھر لگایا بار بار سونگھتے اور یہ کہتے کہ اس دودھ میں تو میرے محبوب بیٹے کے ہاتھوں کی خوشبو پارہا ہوں۔ یہ الفاظ سنتے ہی امیرالمومنین کے آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور کلاب کو جو پیچھے چھپا رکھا تھا۔ اس ضعیف باپ کے سامنے پیش کرکے کلاب سے فرمایا۔ " اے خوش نصیب کلاب تجھے جنت مبارک ہو۔ تیرا جہاد اس ضعیف باپ کی خدمت ہے "۔

باپ کا قاتل شہزادہ اور قدرت کی سزائیں

نام محمد قلی اور قطب الملک محمود شاہ بہمنی کا عطا کیا ہوا خطاب ہے۔ یہی سلطان محمد قلی قطب شاہ کے نام سے بانی سلطنت گولکنڈہ ہے۔ بہمنی سلطنت کے کمزور ہوجانے کے بعد جب پانچ صوبہ داران سلطنت بہمنیہ نے اعلان خود مختاری کرکے ہر صوبہ کو ایک سلطنت کی صورت دیدی۔ سلطان قلی قطب شاہ نے اس سلسلے میں جلدی نہ کی۔ آخری وقت تک کمزور بادشاہ محمود شاہ بہمنی کا وفادار رہا۔ مگر جب دیکھا کہ بہمنی سلطنت کے پایہ تخت تک بادشاہ کا اثر باقی نہیں رہا وہ کوتوالی شہر کے ہاتھوں شاہ شطرنج بنا ہوا ہے تو سب کے آخر ۱۵۱۸ء میں آخر سلطان محمد قطب شاہ نے اعلان خود مختاری کیا مگر پھر بھی پوشیدہ طور پر محمود شاہ بہمنی کو مالی امداد جاری رکھی پوشیدہ اس لئے کہ اس رقم پر بھی کوتوالی شہر برید شاہ جو دراصل بیدر کا بادشاہ بنا ہوا تھا قبضہ نہ کرے قلی قطب شاہ بڑا محنتی جفاکش میدان جنگ کا ماہر ہی نہیں بلکہ عبادت گذار بھی تھا۔ قلی قطب شاہ کا بڑا بیٹا حیدر خان مرچکا تھا۔ دوسرا جمشید خان اب سب سے بڑا تھا۔ مگر یہ نہایت ہی مردم آزار عیاش ناخلف عوام اور رعایا کے لئے پریشان کن تھا جب جمشید کی بدکاریاں بام عروج پر پہنچ گئیں امن وامان اور اکثر کی جانوں کا خطرہ نظر آیا تو باپ نے مجبوراً جمشید کو قلعہ کے ایک حصہ میں نظر بند رکھا اور تیسرے بیٹے قطب الدین کو ولیعہد مقرر کیا۔ جمشید نے نظربندی اور قید میں بھی وہی شیطانی فطرت اور ناہنجاری نہ چھوڑی۔ قلعہ دار گولکنڈہ میر محمود ہمدانی کو لالچ دے کر اپنے جال فریب میں پھنسایا۔ اس نمک حرام محمود ہمدانی نے ۲ر جمادی الثانی ۹۵۰ ہجری کو جبکہ یہ نوے (۹۰) سالہ بادشاہ مسجد میں مصروف نماز تھا۔ حالت نماز میں بادشاہ پر تلوار سے متواتر کہا جاتا ہے کہ (۲۳) وار کئے۔ اس طرح بادشاہ کو قتل کرنے کے بعد محمود ہمدانی جمشید کے پاس گیا۔ جمشید مارے خوشی کے اس سے بغل گیر ہوگیا۔ اس وقت جمشید کی عمر ۶۰ سال کی تھی اب جمشید اور محمود ہمدانی اپنے ہمراہ آدمیوں کو لئے ولی عہد قطب الدین کے محل میں داخل ہوئے انکی آنکھیں نکال دی اس کو اندھا کرنے کے بعد اسی وقت جمشید محمود ہمدانی کی سرپرستی میں تخت نشین ہوگیا۔ کس قدر مقام افسوس ہے کہ شاہان دکن نے بجائے افسوس ظاہر کرنے کے اسکو تہنیت نامے روانہ کئے۔ اب جمشید اپنے چھوٹے بھائی ابراہیم جو قلعہ دیلورگنڈہ کا حاکم تھا کے لئے احکام گرفتاری جاری کئے۔ ابراہیم نے جان بچا کر تاسم برید بھر وجیانگر کے راجہ کے پاس جاکر پناہ لی۔ یہی وہ ابراہیم ہے جو

جمشید کے بعد ابراہیم قطب شاہ کے نام سے کوئی کندہ کے نائیک داڑیوں کی مدد سے قلعہ گولکنڈہ میں داخل ہوا۔ امرائے سلطنت رعایا نے اس کا پرجوش شاندار استقبال کیا۔ اس نے اپنے بھائی جمشید کے مظالم اور غلط کاریوں کی ممکنہ تلافی کی۔ یہی ابراہیم قطب شاہ ہے جو بانی حیدرآباد محمد قلی قطب شاہ کا باپ ہے۔

بعد قتل باپ جمشید کا زمانہ

جمشید نے باپ کے قتل کے بعد سات سال حکومت کی۔ اس کا پورا زمانہ پریشانیوں جنگ و سخت گیروں میں گزرا۔ خدا کی مار ہمیشہ اس کے شامل حال رہی وہی بادشاہ جنہوں نے جمشید کے باپ کو قتل کرکے تخت پر بیٹھنے پر اس کو تہنیت نامے روانہ کئے تھے ان سب سے جمشید برسرپیکار رہا۔ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور سے بھی جنگ کر بیٹھا۔ اور اس جنگ میں جمشید نے اپنی بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور شکست کھاکر بھاگا۔ اور جمشید نے اس کا تمام سامان لوٹ لیا۔ اب ابراہیم عادل شاہ نے پھر سپاہ اور قوت فراہم کی۔ اور اسدخان کو لیکر جمشید کے علاقہ میں قلعہ کالنی آیا اور اس پر قبضہ کرکے اسکو تباہ و برباد کرڈالا پھر اینگر کی جانب پیش قدمی کی۔

باپ کے قاتل کو قدرت کی سزائیں

جمشید جو مقابلہ کو نکلا تھا اسدخان کی جمشید پر ایسی ڈھاک تھی کہ وہ اس سے مقابلہ کرنے کی ہمت اپنے میں نہ پاکر قلعہ گولکنڈہ کی طرف بھاگ نکلا کہ قلعہ بند ہوکر مقابلہ کرے مگر اسدخاں نے بڑی تیزی سے اس کا تعاقب کیا اور راستہ میں جا ملایا۔ گھمسان کی جنگیں ہوئی اتفاقاً یہ عجیب اتفاق ہوا کہ بغیر ایک دوسرے کو پہچانے اسدخان اور جمشید ایک دوسرے سے ٹکراگئے تھے کہتے ہیں کہ تلواروں کے گیارہ وار آپس میں چلے۔ جمشید کے منہ پر اسدخان نے تلوار کا ایک ایسا دار کیا کہ جمشید جان بچاکر بھاگ تو نکلا لیکن تاحیات اس زخم کے منجمد ہوجانے کے بعد بھی اسکو کھانے پینے میں تکلیف رہی اور چہرہ تو بالکل بدنما اور ڈراؤنا سا ہوگیا۔ پھر بیدر کے باشاہ علی برید نے ۹۵۱ھ میں جمشید پر حملہ کیا آخر صلح کرنے پر جمشید مجبور ہوا۔ بہرحال اس کی سات سالہ زندگی بادشاہت ایک عذاب کی تفصیل رہی۔ آخر قدرت کی آخری مار اس پر ایسی پڑی کہ (۲۷) سال کی عمر میں عیش و عشرت میں ڈوب گیا۔ چوبیس گھنٹے شراب کے نشے میں مخمور رہنے لگا۔ آخر مرض سرطان میں مبتلا ہوا۔ پھر دق ہوگئی۔ (دیکھئے صفحہ ۷۳ دربار آصف تاریخ گولکنڈہ)

صورت وشکل کے بگڑ جانے کا تو اوپر ذکر کیا ہی جا چکا ہے ۱۵۷ھ میں جب انتقال کیا تو صورت جو قہر خداوندی نازل تھا وہ ناقابلِ دید، ناقابلِ بیان اور قابلِ عبرت تھا۔ یہ تھا باپ کے ساتھ غ اور اسکو قتل کروانے کا انجام۔ جمشید کی زندگی اس قدر واہیات انداز سے گذری کہ تاریخ سے اس کے انتقال پر دو سالہ بچہ سبحان قلی کا ہی پتہ چلتا ہے اور بھی اولاد ہوئی یا ہو کر مرگئی اس بار۔ میں تاریخ ساکت ہے بہر حال یہ دو سالہ بچہ سبحان قلی جمشید کے بعد اسکی جگہ تخت پر بٹھایا گیا جیسا کہ ا بیان کیا گیا ہے۔ جمشید کا بھائی ابراہیم جو بھائی کے مظالم سے گھبرا کر وجیا نگر کی حکومت میں پناہ گزیں سلطنت میں داخل ہوا تو امراء نے اسکو بادشاہ مان لیا۔ اور جمشید کے دو سالہ بچہ سبحان قلی کا کیا انجام ہ پتہ ہی نہیں چلا اس باپ کے قاتل کی اولاد کو نہ حکومت نصیب ہوسکی اور نہ اسکی نسل ہی باقی رہی وہ درسِ عبرت ہے جو تاریخ ہر دور میں آنے والی نسلوں کو دیتی ہے کہ باپ کے ساتھ سلوکِ بد کہ انجام پر اولاد کو لیجاتا ہے۔ رسول پاک صلعم کی حدیث " باپ جنت کا دروازہ ہے۔ تاریخ دلاتی ہے۔ قرآنِ پاک میں ماں باپ کے مقامات جو اللہ پاک نے بیان فرمائے ہیں تاریخ ا جانب ہر ایک کو اشارہ کرتی اور قرآن کی یہ آیت سناتی ہے وصینا الانسان لوالد احساناً۔ ترجمہ: ہم نے انسان کو اپنے والدین سے نیکی کرنے کی تاکید کی ہے (قرآن) ۱۵۔

ماں باپ اگر مسلمان نہیں بلکہ مشرک ہوں !

اب ہم ایک ایسے سلسلہ کو چھیڑ رہے ہیں جو ایک زنجیر کی کڑی در کڑی بن کر تاریخ ہند کے صفحا پر نمایاں ہیں۔ اکبر اعظم کے خلاف اس کے بیٹے سلیم (جہانگیر کی بغاوت) پھر جہانگیر کے بیٹے خرم (شاہجہ کی جہانگیر کے خلاف اور اورنگ زیب کی اپنے باپ کے خلاف بغاوت اور اورنگ زیب کے بیٹے اکبر اورنگ زیب کے خلاف بغاوت اور قدرت کی سزائیں از روئے تاریخ ابتداء اکبر اعظم کے بیٹے ج سے ہوئی اکبر اعظم کا سیاسی اعتبار سے کتنا ہی اعلیٰ مقام کیوں نہ ہو مگر مذہبی اعتبار سے وہ ایک نـ مذہب دینِ الٰہی کا بانی لہٰذا مشرک ہی قرار دیا جائے گا مشرک ماں باپ کے ساتھ بھی قرآن حـ سلوک کی تعلیم دیتا ہے سورۂ لقمان میں اللہ پاک فرماتے ہیں۔

وان جاھدٰک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطع وصاحبھما فی الدنیا معروفاً (لقمان) ترجمہ: اگر تجھ پر ماں باپ اا کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک ٹہرانے زور ڈالیں جس کی کوئی دلیل تیرے یہاں نہ ہو تو ان کہنا قبول نہ کرنا اور ہاں دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے یعنی حسنِ سلوک سے پیش آنا اس سے

ثابت ہو گیا کہ شرک ماں باپ کا بھی دل دکھایا جائے تو قدرت کی سزائیں اٹل ہیں۔

شہزادے سلیم (جہانگیر) کی باپ سے شرارتیں اور قدرت کی سزائیں

تاریخ دراصل ایک اتالیق ہے جو دراصل ہر صاحب فہم کو نہ صرف صحیح راہ دکھاتی ہے بلکہ قرآن پاک اور فرامین رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور برحق ہونے کا اعلان کرتی ہے قرآن میں سورہ بنی اسرائیل پارہ (۱۵) اور سورہ بقر جز اول رکوع (۹) میں اللہ پاک نے جہاں شرک وکفر سے منع فرمایا اس کے بعد ہی والدین کی نافرمانی سے منع فرمایا اس کا مطلب یہ ہوا کہ شرک اور کفر کے بعد بڑا گناہ ماں باپ کی نافرمانی اور انکو ناراض کرنا اور ان کی خدمت سے گریز ہے۔ متواتر احادیث سے بھی ماں باپ کی خدمت نہ کرنے کی صورت میں عذاب کی بشارت حتیٰ کہ ہلاک ہو جانے کی بددعا رحمت اللعالمین صلعم کی سی ذات دیتی ہے۔ ماں باپ مشرک ہونے کی صورت میں تک حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ اب ہم جس تاریخی واقعہ کا ذکر کرنے والے ہیں اس سے قرآن وحدیث کی صداقت کا بخوبی پتہ چلتا ہے اور یہ بھی چیز سامنے آتی ہے کہ باپ کے دل کو تکلیف پہونچائی جائے اور وہ معاف بھی کردے تو قدرت معاف نہیں کرتی۔

سلیم اکبر اعظم کا منتوں مرادوں کا لاڈلا نور نظر اور باپ کے لئے عزیز از جان تھا۔ تعلیم تربیت لاڈ پیار ناز برداری میں باپ نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ اکبر اعظم کی عمر کا آخری دور ہے اسکی صحت گرتی جارہی ہے اس کے دو بیٹے مراد اور دانیال کی موت نے اسے نڈھال کر دیا ہے۔ لیکن شہزادہ سلیم کی آوارگی اور باپ کو تکلیف پہنچانے کے حدود اپنی انتہا کو چھو رہے ہیں اس کی بے ہنگام زندگی سے اکبر ناراض پریشان اور راہ راست پر لانے کی تدابیر کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں سلیم کو "سلطان سلیم" کا خطاب شہنشاہی عطا کر کے اسکو ولیعہد مقرر کرنے کا اعلان کرتا ہے تاکہ وہ خوش ہو کر راہ راست پر آجائے۔ مگر۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پہ کلام نرم نازک بے اثر

اکبر دکن کی مہم پر روانہ ہوتا ہے۔ باپ کو دکن کی مہم میں مصروف پاکر مصاحبوں کے بہکانے پر سلیم باپ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیتا۔ بہار۔ کالپی۔ جونپور۔ اکبر آباد۔ اودھ وغیرہ صوبوں پر قبضہ کر کے خودشاہی

مصاحبین میں تقسیم کر کے پایہ تخت آگرہ فتح کرنے آگے بڑھتا ہے تاکہ خزانہ شاہی عظیم پر قبضہ کر لے مگر اکبر کے نمک حلال قولیج خان کے سامنے جہانگیر کی ایک نہ گئی اور خزانہ پر قبضہ نہ کر سکا۔
جب اکبر کو ان واقعات کی اطلاع ہوتی ہے تو روحانی صدمہ اور اذیت کی کوئی حد نہیں رہتی مگر اکبر بجائے سختی کرنے کے ایک بہت ہی محبت و شفقت آمیز خط روانہ کرتا ہے اور دکن کی مہم خانخاناں و ابوالفضل کے حوالے کر کے واپس پایہ تخت لوٹتا ہے۔ سلیم باپ کی آمد کی خبر سنکر اکبر آباد سے ہوتا اٹاوہ چلا جاتا ہے۔ اکبر اپنی بیوی سلیمہ بیگم کو سلیم کو سمجھانے روانہ کرتا ہے۔ مگر وہ اسکو قابو میں لانے اور سمجھانے میں ناکام ہوجاتی ہے اب سلیم اپنے قاصد دوست محمد کے ذریعے ایک عرضداشت باپ کو گویا بصورت حکمنامہ روانہ کرتا ہے کہ اپنی دادی مریم مکانی یعنی شہنشاہ اکبر کی ماں کو اس کے پاس روانہ کیا جائے۔ محبت کا مارا باپ بیٹے کی محبت میں دیوانہ وار اس کے حکم کی تعمیل میں اپنی ماں کو اس کے پاس روانہ کر دیتا ہے۔ اب سلیم دادی سے وعدے لیکر دادی کے ساتھ دادی کے محل میں آتا ہے اور اکبر ماں کے محل میں بیٹے سے ملنے آتا ہے دادی کے سمجھانے سے سلیم باپ کے قدموں پر گر جاتا ہے۔ اکبر فرطِ مسرت و محبت سے اسکو سینے سے لگا لیتا اور اپنی دستار اس کے سر پہ رکھکر پھر اس کی ولیعہدی اور جانشینی کا دوبارہ اعلان کرتا ہے۔ چند روز بھی نہیں گزرتے کہ شہزادہ سلیم پھر باپ کو تکالیف پہنچانے کے حرکات پر اتر آتا ہے۔ اکبر کے چہیتے وزیر نورتن ابوالفضل کو جہانگیر نرسنگدیو بندلہ کو اعزازات کا لالچ دیکر قتل کروا دیتا ہے جب اکبر کو سلیم کی اس حرکت کی خبر ملتی ہے تو بے قابو ہو کر دو دن تک چیخیں مارتا اور روتا ہے نہ کچھ کھاتا ہے اور نہ سوتا ہے۔ جہانگیر خود اپنے قلم سے توزک جہانگیری میں لکھتا ہے جب ایک عرصہ بعد وہ باپ کے سامنے گیا تو باپ نے کہا "شیخو! اگر تم کو تخت و تاج چاہیئے تھا تو باپ کو قتل کروادیتے ابوالفضل کو قتل نہ کرواتے"۔ بہرحال باپ اسکو بار بار معاف کرتا ہے۔ اور وہ ضعیفی میں باپ کو سخت ترین صدمے دیتا ہی جاتا ہے۔
سلیم پھر باپ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر کے پایہ تخت سے نکل جاتا ہے اور تاخت و تاراج شروع کر دیتا ہے۔ آخر اکبر مجبور ہو کر ماہ اگست ۱۶۰۴ء میں یعنی اپنے انتقال کے ایک سال قبل ایک زبردست فوج کے ساتھ آگرہ سے سلیم کی سرکوبی کے لئے نکلتا ہے راستے میں اپنی ماں کی علالت کی خبر سن کر ماں کے دیدار کی غرض سے واپس آجاتا ہے۔ ماں کو گویا اپنے بیٹے کا ہی انتظار تھا وہ بیٹے کو دیکھکر چند لمحوں بعد ہی دنیا سے رخصت ہو جاتی ہے۔ اکبر کے صدموں میں ایک اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ قبل ازیں دو بیٹوں مراد اور دانیال کی موت کے صدموں نے اسکی کمر توڑ ہی دی تھی۔ پھر سلیم کی بغاوت و سرکشی اور ماں کی

موت نے اسکو اس قدر کمزور کر دیا کہ وہ بیمار رہنے لگا۔ اکبر سے اس کے درباری ولیعہدی کے فرمان کو بدلنے اور جہانگیر کے بڑے بیٹے خسرو کو ولی عہد بنانے کا فرمان جاری کرنے معروضہ پر معروضہ کرتے ہیں مگر اکبر اس پر راضی نہیں ہوتا۔ جب سلیم کو اس بات کی خبر ملتی ہے کہ باپ قریب الختم ہے تو بچتے بچاتے بڑی تدابیر کے ساتھ محل میں داخل ہوکر باپ کے سامنے آکر کھڑا ہو جاتا ہے۔ باپ کی بیٹے کو دیکھتے ہی محبت پدری جوش میں آجاتی ہے۔ اپنے مصاحبوں کو اشارہ کرتا ہے کہ میری پگڑی شہزادے سلیم کے سر پر رکھدی جائے اور میری تلوار اس کے حوالے کر دی جائے حسب الحکم پگڑی سر پر رکھ کے تلوار سلیم کے حوالے کیجاتی ہے اور اکبر کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتی ہیں۔

اب شہزادہ سلیم نورالدین جہانگیر کے لقب سے ۲۴ر اگست ۱۶۰۵ء بروز پنجشنبہ تخت شہنشاہی پر رونق افروز ہوتا ہے۔

قدرت کا پہلا طمانچہ

جہانگیر جشن منانے سلطنت کے انتظامات اور انعامات دینے میں مصروف ہے اپنے بڑے بیٹے خسرو کو ایک لاکھ روپیہ عطا کرنے کا فرمان نافذ کرتا ہے مگر خسرو دارالسلطنت سے نکل جاتا اور پچاس ہزار کا لشکرِ جرار مہیا کر کے علمِ بغاوت باپ کے خلاف بلند کرتا ہے۔ جہانگیر شیخ فرید کی سرکردگی میں فوج روانہ کرتا ہے گھمسان کی جنگ ہوتی ہے طرفین کے دس ہزار آدمی مارے جاتے ہیں اور خسرو شکست کھاکر بھاگ نکلتا ہے۔ جہانگیر اس عرصہ میں وہاں پہونچتا ہے اور فتح کی خبر سن کر فوری دوگانہ بطور شکرانہ ادا کرتا ہے کس قدر مقام عبرت ہے کہ کل تک جو اپنے ضعیف باپ سے برسر پیکار تھا آج اس کا بیٹا اس سے برسر پیکار ہے جنگ کے دوسرے روز خسرو گرفتار ہوکر جہانگیر کے روبرو لایا جاتا ہے۔ جہانگیر نے خسرو کو دلاور خان کی نگرانی میں دیدیا۔ قید میں رہ کر بھی خسرو ایک حاشیہ فراہم کر کے باپ کے قتل کے منصوبے بناتا ہے راز فاش ہوا۔ خسرو کے ساتھی جو اس سازش میں شریک تھے قتل کر دیئے گئے۔

۲۲ر فروری ۱۶۲۱ء کو جبکہ جہانگیر عالم نشہ میں تھا شہزادے خرم نے جو جہانگیر کا تیسرا اور لاڈلا بیٹا تھا باپ سے اجازت لیکر اپنے بڑے بھائی خسرو کو اپنی تحویل میں لے لیا اور اسی رات اپنے برادر کلاں کو عدم کی راہ دکھادی تاکہ اپنے لئے تخت شاہی کے لئے راستہ صاف ہو جائے۔

۲۳ر فروری ۱۶۲۱ء کو رات میں عالم گنج میں خسرو دفن کر دیا گیا مگر جہانگیر کو آخری عمر میں اپنے فرزند خرم (شاہجہاں) کے ہاتھوں تکلیف دا ذیت اٹھانی تھی اور خرم کو اپنے تیسرے بیٹے اورنگ زیب کے ہاتھوں اپنے دو بیٹوں کو قتل اور ایک بیٹے کو لاپتہ ہوتے اپنی ضعیفی میں اس خون کے بدلے دیکھنا نصیب ہونا تھا۔

زمانہ وقت کے پر لگا کر اڑ جاتا ہے۔ جہانگیر کا دور حکومت ۲۱ سال ۸ ماہ ۴ یوم ہے عمر ۶۰ سال۔ شراب نے تو کمزور کر ہی دیا تھا۔ اب اس کے آخری زندگی کے ایام لائق ملاحظہ ہیں جس طرح اس نے باپ کو اسکی آخری عمر میں تکالیف پہنچائی تھی قدرت کی جانب سے جہانگیر سے بھی آخری عمر میں باپ کا بدلہ لینے کا وقت آگیا۔ بدلہ بھی سود مرکب کی صورت میں یعنی کئی گنا زیادہ۔

تقابل

جس طرح اکبر جہانگیر کو چاہتا تھا جہانگیر اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ شہزادہ خرم کو چاہتا تھا۔ جہانگیر کے بڑے فرزند خسرو کے شہزادہ خرم کے ہاتھوں خاتمہ بعد پرویز اب شہزادہ خرم سے بڑا تھا مگر جہانگیر کی نظر عنایت خرم پر ہی تھی خرم کو سلطنت میں اعلیٰ ترین منصبدار ہونے کا اعزاز تھا۔ خرم کو سولہ سال کی عمر میں "حصار" مزپور کی وہ جاگیریں عطا ہوئی تھیں جو صرف ولیعہد ہی کو سرفراز کیجاتی ہیں۔ دکن کی مہم کے بعد تو اعزازات پر اعزازات خرم کو بخشے گئے۔ شاہ کا خطاب سے سرفرازی ہوئی۔ ۱۲ اکتوبر ۱۶۱۷ء کو جہانگیر نے خرم کو جھروکے میں طلب کر کے والہانہ مسرت اور محبت سے تخت سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور فرزند دلبند کو سینہ سے لگالیا۔ تخت کے قریب ایک سونے کی کرسی اس کے بیٹھنے کے لئے دیگئی۔ بیس ہزار سوار کا قابل فخر منصب اور شاہجہاں کا خطاب عطا ہوا۔ جہانگیر نے اپنے لاڈلے بیٹے کی تین شادیاں بڑے دھوم دھام سے کیں۔

شاہ خرم (شاہجہاں) کی باپ سے بغاوت

جہانگیر نے باپ کو ضعیفی میں جو روحانی تکالیف دی تھیں اور اپنے بغاوتوں اور شرارتوں کے ذریعہ باپ کو لاغر کر دیا تھا اب جہانگیر کی ضعیفی کمزوری اور بدلہ پانے کا وقت آچکا تھا جس طرح جہانگیر کی بغاوت اپنے باپ کے خلاف بلا وجہ تھی اسی طرح شاہجہاں کی بغاوت بھی اپنے باپ کے خلاف بلا وجہ تھی چونکہ جو اعزازات شاہجہاں کو حاصل تھے وہ اعزازات تھے جو ایک ولی عہد سلطنت ہی کو نصیب ہوئے تھے۔ اس کا بڑا بھائی پرویز ان اعزازات سے محروم تھا اور جہانگیر کا بیٹا شہریار جو نورجہاں کا داماد تھا باوجود نورجہاں کے جہانگیر پر اثر و رسوخ کے ان اعزازات سے محروم ہی تھا۔ بہر حال شاہجہاں کی بغاوت شبہ کی بناء پر آغاز ہوئی گویا قدرت کو صرف جہانگیر سے بدلہ چکانا تھا۔

خرم کی نافرمانیاں

جہانگیر کو جب یہ خبر ملی کہ شاہ ایران شاہ عباس قندھار اپنے قبضہ میں لے لینا چاہتا ہے تو خرم کو دکن کی

مہم سے طلب کیا کہ قندھار کو جائے اور فرمان روانہ کیا کہ تمام طاقتور افواج اور فلک شگاف توپیں اور دیو نما ہاتھی جو دکن کی فتوحات کے لئے روانہ کئے گئے تھے ممکنہ تیزی کے ساتھ لیکر آئے۔ خرم نے جو دل میں شبہات کا پلاؤ پکار رہا تھا اور باپ کی کمزوری دیکھکر تخت کے خواب دیکھ رہا تھا اس کے حکم کی تعمیل نہ کی بلکہ ایسے شرائط تحریر کر کے روانہ کئے کہ جہانگیر کا دماغ ضعیفی میں چکرا گیا یاد ہوگا کہ جہانگیر نے بھی اپنے باپ کے خط کے جواب میں شرائط عائد کر کے دادی کو روانہ کر نے باپ کو خط لکھا تھا مگر جہانگیر شاہجہاں جیسے فرمانبردار بیٹے سے ایسی تحریر کی امید نہ رکھتا تھا۔

خرم باپ کو مزید ذہنی اذیت دیتا ہے

جہانگیر خرم کی تحریر بعد شرائط دیکھکر پیچ و تاب کھا کر رہ گیا مگر اپنے محبوب بیٹے کے خلاف کوئی کارروائی مناسب نہ سمجھی اب خرم نے نافرمانی کی تلوار سے باپ پر ایک اور وار کیا۔ پرسول پور کی جاگیر نور جہاں کی سفارش سے جہانگیر نے اپنے چھوٹے بیٹے شہریار کو عطا کی تھی خرم نے اپنے آدمی وہاں روانہ کر کے دھول پور پر اپنا قبضہ کر لیا اور شہریار کے آدمیوں کو وہاں سے مار کر بھگا دیا۔ یاد ہوگا کہ جب اکبر دکن کی مہم پر گیا تھا تو جہانگیر نے بھی کئی علاقوں پر علم بغاوت بلند کر کے قبضہ کر لیا تھا۔ بہرحال جہانگیر نے جب یہ خبر سنی تو آگ بگولہ ہو گیا پھر بھی صبر کیا اور نصیحت آمیز خط روانہ کیا کہ وہ اپنے حدود میں رہے جس مقام پر ہے ٹھہرا رہے قندھار کی جنگ کے سلسلہ میں جن جن افسروں اور سالاروں کو طلب کیا گیا ہے روانہ فوری کرے ورنہ مستوجب سزا ہوگا۔

خرم نے باپ کے حکمنامہ کو قابل تعمیل ہی نہ سمجھا۔ جہانگیر نے غصہ میں آکر اسکو تمام اعزازات سے محروم کر دیا۔ خرم اب قدرے جاگا اور اپنے دیوان افضل کو دربار میں روانہ کر کے کہلا بھیجا کہ وہ اسکی علاتی ماں نور جہاں کے اشارہ پر عمل نہ کرے جہانگیر کو خرم کو راہ راست پر لانا تھا۔ افضل خان کو ایک اعزازی خلعت دیکر روانہ کیا اور ایک فرمان جاری کیا جس کی رو سے صوبہ جات گجرات مالوہ دکن خاندیش شاہ خرم کو سرفراز کئے گئے اور حکم ہوا کہ وہ ان مقامات میں سے کسی مقام پر جہاں وہ پسند کرے قیام کر سکتا ہے۔

قدرت کا انتقام ترکی بہ ترکی

خرم پر باپ کے مندرجہ بالا فرمان کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ اب وہ علانیہ بغاوت پر مائل ہو گیا۔ اس نے جگت سنگھ کو پنجاب کے پہاڑوں میں روانہ کیا وہاں انتشار

پیدا کرے اور خود آگرہ آگیا کہ آگرہ فتح کر کے شاہی خزانہ پر قبضہ کرے۔ مگر اعتبار خاں نے با شہزادے خرم کو ناکام کر دیا۔ یاد ہوگا کہ جہانگیر نے بھی اپنے باپ سے بغاوت کے زمانے میں کوشش خزانہ پر قبضہ کرنے کی تھی اور اکبر کے نمک حلال تو یبغ خان ناظم نے جہانگیر کو کامیاب نہ دیا تھا۔ جب باغی شہزادے خرم نے آگرہ کے دروازے اپنے لئے بند پائے تو فتح پور سیکری معہ فو آیا فوج کو حکم دیا کہ شہر لوٹ لے حسب الحکم شہر لوٹ لیا گیا۔ اور کئی امراء کی دولت لوٹ لی گئی یہ وہ اقدام ہے جو جہانگیر نے نہیں کیا تھا گویا خرم نے ثابت کر دیا کہ باپ ایک تو بیٹا سوایا۔ بہ مال لوٹ کے ذریعہ خرم نے اپنا خزانہ بھرپور کر لیا کہ باپ سے مقابلہ کیا جائے۔

جہانگیر کی قلبی و روحانی تکالیف

جہانگیر کا پیمانہ صبر لبریز ہو رہا تھا د اپنے احسانات، کرم، شفقت، جو اس محبت پدری کے تحت شاہجہاں کے ساتھ کی تھیں نظروں میں گھومنے لگی تھیں اپنی قلبی تکالیف کا اظ اس نے جو تزک جہانگیری میں کیا ہے لائق دید ہے۔

فوجوں کی ٹکر پسپائی و فراری

جہانگیر نے خرم کی سرکشی کی انتہا دیکھ مہابت خان اور عبداللہ خان کی قیادت میں فوج روانہ کی۔ قبول پور اور بلوچ پور (جو دہلی سے متصل ہیں) کے درمیان باپ بیٹے کی فوجوں کی ٹکر ہو گئی۔ دونوں جانب سے آتشبازی کے تبادلے ہونے لگے۔ گھمسان کا رن تھا۔ خرم کو شکست ہوئی اور وہ فرار ہو گیا۔ راجپوتانہ ہوتا اور اسے لوٹ کر ۱۷ اگست ۱۶۲۲ء مانڈو پہنچا وہاں اپنے بڑے بھائی پرویز اور سپہ سالار مہابت خان کو اپنے تعاقب میں آنے کی خبر سن کر برہا چل پڑا۔ بدقسمتی سے راستہ میں شاہی فوج نے جا ملایا۔ مہابت خان نے حسن تدبیر سے خرم کے بہت سے امراء اور سپہ سالاروں کو لالچ دے کر شاہی فوج میں بلوا لیا۔ اب خرم کی پریشانیو کی حد نہ رہی وہ دکن کی خاک چھانتا ملک عنبر اور قطب شاہ کی مدد لیتا پھرتا رہا۔ پھر قطب شاہ امداد سے کچھ تازہ دم ہو کر شاہی فوجوں سے ٹکر لیتا ہے۔ بنگال، بہار میں دھوم مچا دیتا ہے۔ ردہتا کا مضبوط قلعہ اب خرم کے قبضہ میں آچکا ہے۔ آخر پھر جہانگیر نے شہزادہ پرویز اور مہابت خان کو روانہ کیا۔ پھر شاہجہاں نے شکست کھائی اور دوبارہ دکن کی خاک چھاننا نصیب ہوا۔

باپ سے معروضہ معافی، باپ کے شرائط

اب خرم نے باپ کی خدمت میں معافی کے لئے معروضہ روانہ کیا باپ نے

جواب دیا کہ وہ اپنے ہر دو بیٹوں دارا اور نگ زیب کو اپنے کردارِ نیک نیتی کی ضمانت کے طور پر دربار میں روانہ کر دے بے بس خرم کو نمیطِ حکم کے سوا چارہ نہ تھا دونوں بیٹوں اور تین لاکھ روپیہ بطور نذرانہ دربار میں روانہ کیئے اور خود باپ کے سامنے جانے سے خائف ہو کر ناسک میں قیام پذیر رہا۔

زائد از تین سال خرم کی بغاوت کے اثرات

خرم کی بغاوت زائد از تین سال رہی اس مدت میں ملک میں جو انتشار کی کیفیت پیدا ہو گئی جس قدر جانی نقصانات اور دولت اور عزت کی بربادیاں ہوئیں اس کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے۔ جہانگیر کو آخری عمر میں جو ذہنی انتشار اور قلبی اذیت کا سامنا کرنا پڑا وہ بھی ناقابلِ قیاس ہے گویا باپ سے کئے کا کامل بدلہ بلکہ کئی گنا زائد جہانگیر کو ملا۔

خرم کا شاہ ایران سے ربط

خرم نے تو باپ کے خلاف کوئی کسر نہ چھوڑی۔ قندھار کے سلسلہ میں شاہ ایران اور جہانگیر میں جو بگاڑ پیدا ہوا تھا اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی، خرم نے شاہ ایران کو باپ کے خلاف مدد دینے اور تخت و تاج اپنے کو پڑدادا ہمایوں کی طرح دلانے میں فوجی مدد کرنے قاصد پر قاصد روانہ کئے۔ پہلا سفیر زاہد بیگ، دوسرا خواجہ حاجی پھر اسحاق بیگ مگر شاہ عباس ہر مرتبہ خرم کو باپ کی فرمانبرداری کی تلقین ہی کرتا رہا۔

گالِ جہانگیری پر قدرت کا آخری طمانچہ اور خاتمہ

خرم کی بغاوت سے ابھی چھٹکارا پایا کر چین بھی نہ لیا تھا کہ قدرت نے جہانگیر کے رخسار پر ایک اور طمانچہ مارا کہ جہانگیر ایک اور ذلت میں پھنس گیا۔ اس کی زندگی کا آخری دور تھا۔ خرابی صحت کی وجہ تبدیلی آب و ہوا کی خاطر جہانگیر کشمیر جا رہا تھا۔ مہابت خان نے (تفصیلات یہاں باعث طوالت ہیں) شہنشاہ جہانگیر کو راستے میں اپنی حراست میں لے لیا اور حراست میں رکھکر کابل لے گیا۔ آخری عمر میں جہانگیر ایک ادنی سپہ سالار کی قید و حراست میں رہ کر اس کے اشاروں پر ناچ کر جو ذہنی اذیت محسوس کر رہا تھا وہ ناقابل بیان اور ناقابلِ قیاس ہی ہو سکتی ہے۔ بہر حال بڑی مشکل سے جہانگیر ایک عرصہ میں نور جہاں کی تدابیر سے آزاد ہوا اب مہابت خاں بھاگ کر شاہجہاں

سے ۲۲ اکتوبر ۱۶۲۷ء کو دو ہزار فوج کے ساتھ جمنا میں جا ملا۔ شاہجہاں نے مہابت خان ہی ہاتھوں شکست اٹھائی تھی اور اس قدر ذلیل اور تباہ حال ہوا تھا مگر اب شاہجہاں نے مہابت خان ہی کا سہارا مناسب سمجھا۔ پھر اس کا دماغ باپ کے خلاف ہی کام کرتا اور مہابت خان کی مدد سے باپ سے ٹکر لینے کی سوچتا رہا۔ مگر اسکو کیا معلوم تھا کہ جہانگیر کی زندگی کا اب صرف ایک ہفتہ باقی رہ گیا ہے۔

جہانگیر مہابت خاں کی حراست سے آزاد ہو کر کشمیر گیا وہ ضیق النفس کی شدید بیماری کا شکار ہو گیا اس لئے لاہور واپس ہونے کی منزلیں طئے کر رہا تھا کہ راستے میں ۲۹ اکتوبر کو بمقام راجوڑ دنیا نانی سے چل بسا۔

مندرجہ بالا واقعات کے اظہار سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ قرآن اور احادیث میں ماں باپ کے تعلق سے جو کچھ بیان کیا گیا ہے کس قدر صحیح ہے اور قدرت کس طرح ترکی بہ ترکی معاوضہ کے باپ کے نافرمان سے بدلہ چکاتی ہے۔

اس مضمون میں شہزادہ خرم کے باپ کے ساتھ سلوک نازیبا کے واقعات بیان کئے جا چکے ہیں اسکو ذہن میں رکھیئے گا۔ آئندہ شاہجہاں کے مزید مظالم بغرض تخت نشینی اور پھر قدرت کی سزائیں باپ کے باغی کو جو قدرت نے دی بیان کی جائے گی۔

شہزادے خرم کے مظالم باپ سے بغاوتیں اور قدرت کی سزائیں

جہانگیر کی وفات ۲۹ اکتوبر ۱۶۲۷ء م ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ کو ہوئی اور شاہجہاں ۴ فروری ۱۶۲۸ء روز دوشنبہ تخت پر فائز ہوا۔ یہ درمیانی مدت جہانگیر کی وفات سے شاہجہاں کی تخت نشینی تک کے وقفہ کی تین ماہ پانچ یوم ہے۔ اس مدت کے خونی واقعات عبرت انگیز ہیں۔ جہانگیر کے پانچ بیٹے تھے (۱) خسرو (۲) پرویز (۳) خرم (شاہجہاں) (۴) جہاندار (۵) شہریار۔ پہلے بھائی خسرو کا تو شاہجہاں نے باپ کی زندگی میں خاتمہ کر دیا تھا جس کا حال بیان کیا جا چکا ہے۔ دوسرا بیٹا پرویز جہانگیر کے انتقال سے دو سال قبل ۳۵ سال کی عمر میں درد قولنج سے ۶ صفر ۱۰۳۵ھ کو مر گیا۔ اب بڑا شاہجہاں تھا اور اس کے

مقابل کمزور فریق تھا تو شہریار داماد نور جہاں ۔ جہانگیر کے انتقال کے وقت شاہجہاں باپ سے بغاوت اور بصورت مجبوری معافی کے بعد بھی مارے خوف کے دکن ہی میں قیام پذیر تھا یاد رہے کہ آصف خاں برادر نور جہاں وزیر اعظم سلطنت تھا اور شاہجہاں کا خسر یعنی ممتاز محل کا باپ۔ خسر اور داماد میں طے پا گیا تھا کہ جہانگیر کے انتقال کے بعد آصف خان اپنے ہاتھ کی انگوٹھی داماد کے پاس روانہ کرے گا تو دکن سے فوری پایہ تخت بغرض تخت نشینی پہونچ جانا اس انگوٹھی کے پہونچنے اور شاہجہاں کے پایہ تخت پہونچنے تین ماہ ۵ یوم کی مدت ہوگئی اس مدت تک تخت شاہی خالی تو نہ رہ سکتا تھا۔

خون ہی خون

آصف خاں نے فوری یہہ کام کیا کہ جہانگیر کے مرحوم فرزند کلاں خسرو کے بیٹے داور بخش کو مستحق تخت و تاج قرار دے کر اسکی شہنشاہی کا اعلان کر دیا۔ داور بخش اپنی موت کو سمجھ گیا اور چیختا رہا کہ مجھے شہنشاہیت نہیں چاہئے مگر آصف خاں کو تو ایک قربانی کے بکرے کی ضرورت تھی وہ کہاں سنتا اسکو اپنے داماد کے آنے تک داور بخش کے وجود سے فائدہ اٹھانا تھا۔ ادھر شہریار نے اپنی شہنشاہی کا اعلان کر کے ایک فوج شہزادہ دانیال فرزند مرحوم اکبر اعظم کے بیٹوں تیمورث اور ہوشنگ کی سرکردگی میں جمع کرلی۔ آصف خاں نے شہریار کو باغی قرار دیکر داور بخش کی جانب سے مراد پر فوج کشی کردی یہ کوئی بڑا مقابلہ نہ تھا۔ شہریار جہانگیر کی لونڈی کا نکما عیش پرست لڑکا تھا کہاں جیت سکتا؟ گرفتار ہوا دانیال مرحوم کے دونوں بیٹے تیمورث اور ہوشنگ بھی اولاً قید خانہ روانہ کر دیئے گئے اور آخر میں بحکم شاہجہاں شہریار کی آنکھیں نکال دی گئیں اور دانیال مرحوم کے دونوں بیٹے قتل کر دیئے گئے۔ اب شاہجہاں آگرے کے قریب آکر دھارا باغ میں اٹھارہ یوم قیام کیا دارالسلطنت میں داخل ہونے نجومیوں کے لحاظ سے نیک ساعت کی ضرورت تھی لہذا ۸؍ فروری سنہ ۱۶۲۸ء کو حسب منشائے شاہجہاں اس کی تاج پوشی کی رسم انجام پائی مگر آصف خاں نے امراء کو بلا کر ۱۹؍ جنوری سنہ ۱۶۲۸ء کو ہی شاہجہاں کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اس دن بے گناہ داور بخش کو جس کے انکار کے باوجود آصف خاں نے اس کے شہنشاہ ہونے کا اعلان کیا تھا جیل روانہ کر دیا گیا اور پھر یہہ بے قصور قتل کر دیا گیا جس طرح اس کا باپ شاہجہاں کے ہاتھوں بہ زمانہ شہزادگی قتل ہوا تھا مختصر یہہ کہ شاہجہاں کی تخت نشینی کے سلسلہ میں پانچ بے گناہ شہزادے موت کی گھاٹ اتار دیئے گئے (دیکھو تاریخ شاہجہاں صفحہ ۸۳) اس کا بدلہ شاہجہاں کو آخری عمر میں کس طرح اپنی دو اولادوں کے قتل اور

ایک کے غائب ہونے کی صورت میں دیکھنا پڑا آپ اس مضمون کے آخر میں پڑھیں گے گو دیگر شاہجہاں کا عہد زریں ان بے گناہ شہزادوں کی ہڈیوں پر رکھا گیا اور سات کر تخت طاؤس بے گناہوں کے خون کی ندی پر تیرتا رہا اور آخر تیرتا ہوا نادر شاہ کے حملہ ایران پہونچ گیا۔ اسی تخت طاؤس پر بیٹھ کر شاہجہاں نے درباریوں کو گواہ رکھ کر ایزدی میں شکرانہ کا سجدہ کر کے سب کو متاثر کیا تھا اور کہا تھا کہ آبنوس کے تخت فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا آج میں اس تخت پر بیٹھ کر تم سب کو گواہ رکھ کر با میں سجدہ ریز ہوتا ہوں۔ مگر بے گناہوں کے قتل ناحق کی اور باپ سے بغاوت خون ریزیوں گواہ ہے شاید ماں باپ سے بغاوت اور مظالم کے بعد سجدہ شکر قبول نہیں ہوتا ایک بن کر رہ جاتا ہے اور قدرت سزا دینے سے گریز نہیں کرتی۔

آصف خاں کو قدرت کا طمانچہ

شاہجہاں جس کو آصف خاں بیٹی ممتاز محل کی خاطر خون کی ہو انڈکھا ڈرامہ کھیل کر ۴ر فروری ۱۶۲۸ء کو تخت پر بٹھایا تھا۔ ۷ رجون ۱۶۳۱ء گویا تخت کے تین سال ۴ ماہ میں وہ زچگی میں دار فانی سے چل بسی جبکہ شاہجہاں کا دور حکومت ۳ ماہ ۸ ایوم رہا اور خون ہائے ناحق آصف خاں کے سر پہ تا قیامت رہ گئے اور ثابت ہو گیا کے نازمان کا جو ساتھ دیتا ہے وہ خود اپنی دنیا و دین کی تباہی مول لیتا ہے۔

شاہجہاں کو قدرت کا پہلا طمانچہ قرآن اور احادیث کی صداقت

شاہجہاں کو تین بیویاں تھیں لیکن ش کو ارجمند بانو (ممتاز محل) سے اس قدر عشق تھا کہ شاہجہاں اس کے بغیر سفر ہی کیوں نہ ہو رہ نہیں سکتا تھا۔ لیلیٰ مجنوں شیریں فرہاد کے قصے سنتے تھے لیکن کسی بادشا اپنی بیوی سے ایسے والہانہ عشق کی مثال تو تاریخ بادشاہوں میں صرف شاہجہاں کی ہی پیش کر جو دیوانگی کی حد تک تھی۔ جو محبت ممتاز محل سے شاہجہاں کو تھی شاید قدرت نے اسے بطور ہی تھی۔ شاہجہاں باپ کو تکالیف اور خون ہائے ناحق کی انتہا کر کے تخت شاہی پر بیٹھ شاد و خرم رہنے کی دھن میں تھا کہ دکن کی مہم کے دوران برہان پور کے قیام کے دوران تخت کے تین سال چار ماہ گذر گئے حسن آراء کی پیدائش نے اسکی بیس سالہ رفیق محبوب دمسا بیوی ممتاز محل کو ۳۸ سال کی عمر میں موت کے محل میں پہونچا دیا۔ شاہجہاں کی ساری خوشیا

غارت ہوگئیں۔ یہ ایسا حادثہ بلکہ غم کا پہاڑ اس پر ٹوٹ پڑا کہ زاروقطار رونے لگتا۔ ایک ہفتہ تک جھروکہ میں نہ آیا شدت غم سے اس کے بال سفید ہوگئے دو سال تک نہ محل رقص و سرور سے بیگانہ رہا۔ لباس فاخرہ تک استعمال نہ کیا۔ عید اور ہر خوشی کے موقع پر زاروقطار روتا۔ (دیکھئے ۲۶۴ تاریخ شاہجہاں) شاہجہاں کی عمر ۴۰ کی ہوئی لیکن تخت پر بیٹھنے کے تین سال بعد ہی قدرت نے اسکی خوشیاں ممتاز محل کی موت کو بہانہ بنا کر عمر بھر کے لئے اس سے چھین لیں۔ گویا تاریخ پکارتی ہے قرآن سچا ہے نرا بین رسولؐ سچے ہیں باپ کو تکالیف پہونچانے کے بعد سکون حقیقی کا میسر آنا محال ہے۔

مر کر بھی چین نہ پایا

ممتاز محل کی نعش ۱۸ جنوری ۱۶۳۱ء کو دریا ئے تاپتی کے قریب زین آباد (دکن) میں دفن کی گئی۔ ابتداء دسمبر ۱۶۳۱ء یعنی قریب قریب ۵ ماہ بعد اسکی قبر کو خلاف شرع کھود کر اسکی باقیات یعنی اس کی ہڈیاں قبر سے نکال کے اس کے بیٹے شہزادہ شجاع وزیر خاں اور ستی النساء ملکہ کی دایۂ خاص کی نگرانی میں آگرہ لائی گئیں اور جمنا کے کنارے ان ہڈیوں پر ایک خوبصورت عمارت تاج محل کے نام سے ۲۲ کروڑ کے خرچے سے تعمیر ہونے تک وہاں بھی عارضی دوسرے مقام پر دفن کی گئی۔ تاج محل کی خوبصورت عمارت ظاہری آنکھوں کو چکا چوند تو کر دیتی ہے۔ مگر شاہجہاں کی زندگی کے اندھیرے اس میں چشم بینا کو صاف نظر آتے ہیں

شاہجہاں کا عہد زریں

ایک مورخ شاہجہاں کے بارے میں لکھتا ہے کہ شاہجہاں کے دور کی تاریخ لکھی بھی نہ جاتی تو اس کے زمانے کے عمارات خود تاریخ بن کر اس کے دور کو عہد زریں ثابت کرنے کافی تھے، مگر اس سے ہم کو اتفاق نہیں اگر تاریخ لکھی نہ جاتی تو شاہجہاں کی زندگی کے اندھیرے شاہجہاں کے ہاتھوں خون ناحق باپ سے بغاوت اور شاہی فوجوں سے شکست کھانے کے بعد اس کا دکن کی خاک چھاننا اسکی محبوب بیوی کا دکن کی فتح کے دوران اس کے دور شہنشاہیت کی ابتداء ہی میں فوت اور دفن ہونا دکن سے قبر کھود کر ہڈیوں کو آگرہ بھیجنا بقول بوڑھوں کی زبان میں "جلو تیرا پیار میری ہڈیاں ہوئے خوار" ہڈیوں کو آگرہ بھیجکر تاج محل کی تعمیر ۲۲ کروڑ کے خرچے سے، اور لال قلعہ، جامع مسجد اور شاہجہاں کے دور کی عمارتیں کیا دکن اور گجرات کے اس قحط کا ذکر کر سکتی تھیں، جو تاریخ کرتی ہے۔ تاریخ کے چند جملے حسب ذیل درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) ۱۶۳۰ء م ۱۰۴۱ھ میں بمقام دکن اور گجرات امساک باراں کی گرانی ایسی سخت ہوئی کہ

پناہ بخدا - بادشاہ اور ان کے امراء متعدد مقامات پر لنگر خانے جاری کئے خصوصاً برہان
بہت بڑا لنگر خانہ بادشاہ نے قائم فرمایا مگر باوجود اس کے رعایا کی اکثریت بھوکی مرتی
مدت تک کے لئے کتے کا گوشت بکتا رہا۔ جب یہ بھی ہو گیا تو مُردوں کے گوشت کی خر
ہونے لگی اور قبرستانوں کے ہزاروں قبریں مُردوں کے گوشت اور انکی ہڈیوں کی جستجو میں
زمین کے برابر ہوگئیں۔ مردوں کی ہڈیاں کوٹ کر آٹے میں ملائی جاکر فروخت ہوتی تھیں اور
وکفن کا طریقہ ایک لخت موقوف ہوگیا اور اولاد کا گوشت تک. جان بچا نے جائز سمجھ لیا گیا
زمانے میں ایک عورت روتی پیٹتی قاضی کے پاس آئی اور فریاد کی کہ میں نے ہمسایہ کو اپنا
ذبح کرکے پکانے کے لئے دیا تھا مگر ہمسایہ نے اسکی ہڈی کا ایک ریزہ مجھے کھانے نہ دیا خود کھ
الغرض ہزاروں دیہات ویران ہوگئے۔ (دیکھو صفحہ ۴۸۸ تاریخ دربار آصف اور صفحہ ۲۴۹
شاہجہاں) ۔ ناکافی لنگر خانے قائم کرکے رعایا کا یہ حال کرکے باپ کو اذیت دیکر تخ
پر بیٹھنے کے یہ حالات کیا یہ عمارتیں سنا سکتی تھیں جن کی تاریخ گواہ ہے۔

دولت کی فراوانی اور محسن سے سلوک

اس میں شک نہیں کہ شاہج
کے بارے میں تمام تواریخ لکھ
شاہجہاں نے باوجود اسراف کے اس قدر دولت جمع کی کہ شاہان ہند میں کوئی نہ کرسکا۔
سب دولت، ظلم، تلوار اور قوت کے زور پر سب سے زیادہ شاہان قطب شاہیہ خصو
عبداللہ قطب شاہ سے وصول کی گئی۔ ہر تاریخ شاہد ہے کہ شاہجہاں باپ سے بغاوت کے زمانے میں
فوج سے شکست کھا کر بھاگ رہا تھا اور شاہی فوجیں اس کا تعاقب کر رہی تھیں اس عالم پریشانی میں
وہ گولکنڈہ کی سرحد پر پہونچا تو محمد قطب شاہ سے مالی امداد کی خواہش ذریعۂ قاصد کی قطب شاہ
امداد کے علاوہ عزت اور احترام بھی شاہجہاں کو دیا اور فرمان جاری کیا کہ شہزادہ کو اعزاز
کے ساتھ ملک سے گذرنے دیا جائے۔ اس مدد سے شاہجہاں نے ایک تازہ زندگی پائی مگر جب
شاہجہاں شہنشاہ ہوا اور اس کے محسن محمد قطب شاہ کے انتقال پر اس کا کمسن کمزور لڑکا
قطب شاہ تخت نشین ہوا تو اس محسن کے بیٹے سے جو سلوک شاہجہاں اور شہزادے او
نے اپنی دکن کی صوبہ داری کے دور میں کیا اور دولت ناقابل بیان وصول کی شاہجہاں کے مح
قطب شاہ کی بیوہ حیات بخش بیگم ایک بادشاہ کی بیٹی ایک بادشاہ کی بیوی اور ایک باد
کی ماں تھی ۔ کو اورنگ زیب نے کس قدر ذلیل کیا جبکہ وہ دست بستہ کھڑے ہو کر اپنے

بیٹے کی سفارش کر رہی تھی تو اس کو بیٹھنے کا بھی حکم نہ دیا گیا سخت ترین شرائط اور بے پناہ حصول زر کی بناء پر صلح ہوئی یہ تاریخ کے وہ اوراق ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جو باپ کو محسن نہ سمجھیں تو غیر محسن کو محسن کیا سمجھ سکتے ہیں اور ایک سبق جو ہمیں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر باپ سے بغاوت کرنے والے کی مدد کی جائے تو وہ مدد کرنے والے کا کس طرح بدلہ چکاتا ہے ۔

شاہجہاں کو قدرت کے ابتدائی ہلکے ہلکے طمانچے

باپ کا نافرمان بیٹا شاہ جہاں ۱۰۵۳ھ میں اپنے بیٹے اورنگ زیب سے نافرمانی کی حرکات پر ناراض ہو کر اس کی جاگیر ضبط اور دکن کی صوبہ داری سے معذور کر دیتا ہے پھر پاشاہ بیگم کی سفارش پر اورنگ زیب کا قصور معاف کر کے اس کے موقف کو بحال کرتا ہے پھر چھوٹے بیٹے مراد کی نافرمانی سے غضبناک ہو کر اس کی منصب جاگیر ضبط کر لیتا پھر ۱۰۵۷ھ میں بحال کرتا ہے یہ باپ کی خلاف کی ہوئی شاہجہاں کی نافرمانیاں کے سلسلہ میں قدرت کے ہلکے ہلکے طمانچے اور کان گوشیاں تھیں۔

قدرت اب مکمل انتقام پر

شاہجہاں ۷ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ م ۶ ستمبر ۱۶۵۷ء کو عسر البول و قبض کے مرض میں مبتلا ہوا۔ اعضاء اسفل میں ورم آیا حاذق شاہی طبیب سرگرداں علاج رہے مگر ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ۔ کا مصداق ہو گیا مردے کی سی حالت ہو گئی ' یہاں تک کوئی غذا کھائی جا سکی نہ کوئی طاقت بخش چیز ۔ شاہجہاں کے چار بیٹے تھے دارا شکوہ ولی عہد اور الہ آباد ' پنجاب ' و ملتان پر نائب سلطانی کی حیثیت سے حکمراں تھا ۔ تو دوسرا شجاع بنگال اور تیسرا اورنگ زیب دکن میں نیابت سلطانی کے فرائض انجام دے رہا تھا اور چوتھا مراد مالوہ و گجرات میں ۔ دارا شاہجہاں کے ساتھ رہا کرتا اور باپ کا بیحد چہیتا تھا ۔ باپ اپنے سے کبھی جدا نہ کرتا تھا ۔ شاہجہاں کی طویل بیماری نے دارا شکوہ کو من مانی کرنے کے مواقع دیئے تھے باپ کی جانب سے فرامین جاری کرتا تھا پھر ادھر شاہ جہاں نے اپنی بیماری دیکھ کر اپنے خاص ارکان سلطنت سے دارا شکوہ کے لئے بیعت بھی کروائی تھی اس طرح باپ کی بیماری سے اسے سلطنت کے کاروبار انجام دینے کا حق بھی پہونچتا تھا لیکن یہ چیز روایت خاندان مغلیہ کے پیش نظر دیگر بھائیوں کے لئے بلا وجہ باعث حسد اور ناقابل برداشت تھی ' دارا نے باپ کی بیماری کی خبر چھپانے کی ممکنہ کوشش کیں مگر یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی سب سے پہلے ۵ ار ڈسمبر ۱۶۵۷ء کو مراد نے گجرات (احمد نگر) پھر شجاع

نے بنگال میں باپ کو لب بام سمجھ کر اعلان خود مختاری کر دیا۔
دارا قابل تھا مگر متلون مزاج، خوشامد پسند، اور تسخیر قلوب سے نا آشنا۔ شجاع غیر معمولی ذہین اچھے اخلاق کا حامل اور دلکش شخصیت کا مالک مگر بنگال کی آب و ہوا سے اسکی صحت متاثر ہے اسالہ دور حکومت نے اسے آرام طلب کاہل محنت شاقہ کا عادی نہ رکھا تھا مراد دیبا بہادر لیکن عیش و عشرت کا دلدادہ اور سہل نگار بھولا اور سیاسی توڑ جوڑ سے نا آشنا۔ برخلاف اس کے اورنگ زیب بلا کا مستقل مزاج منتہی انتھک محنت کا عادی ارادوں کا پکّا، سیاست اور مکاری میں لاجواب تھا۔ اس نے دوسرے بھائیوں کی طرح اعلان خود مختاری نہ کیا بلکہ سب سے پہلے دارا کے خلاف ذریعہ خطوط شجاع اور مراد سے اتحاد پیدا کیا کہ تینوں مل کر دارا کا مقابلہ کریں گے اپنے بیٹے معظم کو دکن میں اپنا نائب بنا کر باپ کی عیادت کے بہانہ طاقت ور فوج لیکر پایۂ تخت کی طرف چلا۔ اورنگ زیب نے دراصل ہر طرح اندرونی طور پر اپنے آپ کو تیار کر رکھا تھا بڑی مکاری ریا کاری اور سیاست کے ساتھ کام لے رہا تھا اس کے دونوں بھائی شجاع اور مراد اس کو قابل بھروسہ سمجھ رہے تھے۔ اورنگ زیب اور مراد اتحاد کر کے جب آگے بڑھے تو شاہجہاں صحت مند ہو چکا تھا اس نے ایک فوج قاسم خاں کی قیادت میں مراد کو گجرات سے معزول کرنے دوسری فوج جسونت سنگھ کی زیر قیادت اورنگ زیب کو دکن سے آگے نہ بڑھنے کے لئے روانہ کیں جسونت سنگھ اور اورنگ زیب کی فوجوں کی ٹکر ہوگئی اورنگ زیب جیت گیا اور آگرہ پہونچا دارا اپنے باپ کے منع کرنے کے باوجود اورنگ زیب سے ٹکرا گیا شکست کھا کر بھاگا۔ پھر گرفتار ہو کر اورنگ زیب کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اس کی لاش کو ہاتھی پر ڈال کر شہر میں گشت کرایا گیا۔ مراد کو اورنگ زیب نے دھوکے سے قید کر کے فنا کا راستہ دکھا دیا۔ شجاع اورنگ زیب سے مقابلہ کر کے لاپتہ ہوگیا شاہجہاں نے اپنے بڑے بھائی کا خاتمہ اپنی شہزادگی کے زمانے میں کیا تھا اور حصول تخت کے لئے شہریار کی آنکھیں نکال اور شہزادہ دانیال کی اولاد کو قتل کر کے تخت پر قدم رکھا قدرت کی سزا اور انتقام دیکھئے کہ اپنی زندگی میں دو بیٹوں کی موت اور ایک بیٹے کا لاپتہ ہو جانا دیکھا ۲۱ رمضان ۱۰۶۸ھ کا دن تھا کہ شاہجہاں اورنگ زیب کے دھوکے میں آکر اسی قلعہ میں جہاں ۳۰ سال ۴ ماہ ۸ ایوم بہ حیثیت مقتدر اعلیٰ شہنشاہیت کی تھی اپنے بیٹے اورنگ زیب کو قیدی بن گیا ۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ (۲۲ جنوری ۱۶۶۶ء) تک قیدی کی طرح زندگی کے تقریباً ۹ سال بسر کر کے ۷۴ سال کی عمر میں دار فانی سے گذر گیا یہ تھا شاہجہاں کے مظالم اور

خونِ ناحق اور باپ کے خلاف بغاوت اور باپ کو اذیت قلبی پہونچانے کا انجام جو قدرت نے شاہجہاں سے لیا۔ اب ملاحظہ فرمایئے اورنگ زیب کا بھائیوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک اور باپ سے بغاوت تو اُسکو قدرت کی جانب سے سزائیں۔

اورنگ زیب کی باپ سے بغاوت بھائیوں کیساتھ سلوک اور قدرت کی سزائیں

شہزادگان مغلیہ کا سلوک باپ کے ساتھ

مغل خاندان کے شہزادوں میں باپ کے خلاف بغاوت و نافرمانیوں کا سلسلہ شہزادہ سلیم (جہانگیر) سے شروع ہوا، ہمایوں نیک اور باپ کا نہایت ہی فرمابردار تھا۔ اکبر کی نافرمانی کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ وہ تیرہ ۱۳ سال کی عمر میں باپ کے سایہ سے محروم ہوگیا تھا۔ جہانگیر یعنی شہزادہ سلیم سے جو باپ کے خلاف بغاوتوں ونافرمانیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو شاہجہاں سے گذر کر اورنگ زیب اور اسکی اولاد تک پہونچا۔

اورنگ زیب کا تقابل باپ اور دادا سے

اورنگ زیب کے دادا جہانگیر کا جہاں تک سوال ہے وہ شراب ونشہ کا اس قدر عادی تھا کہ پندرہ سال کی عمر سے روز کے دس پیالے شراب دوآتشہ کے جس کا وزن چھ ۶ سیر ہوتا ہے۔ رات دن میں پیتا تھا جس سے نو سال کے عرصہ میں یعنی جبکہ اسکی عمر ۲۴ سال کی تھی اسے رعشہ ہوگیا حکیم ہمام کے معروضہ پر فلونیا (افیون وبھنگ) کو زیادہ کرکے شراب کو کم کردیا پھر چھ پیالے ہر پیالہ کا وزن ۱۸ مثقال تھا پینے لگا کچھ دنوں کے بعد فلونیا کو افیون سے بدل لیا۔ افیون کی مقدار صبح میں ۸ رتی اور شب میں ۶ رتی علاوہ شراب ہوتی تھی۔ مصاحبوں کا حاشیہ بھی اسی حیثیت سے جہانگیر کا رہا۔ شاہجہاں یکم فبروری ۱۶۱۶ء کو جب چوبیس سال کا ہوگیا تو جشن سالگرہ کے موقع پر خود باپ جہانگیر نے بیٹے شاہجہاں کو افسوس کہ شراب کا پیالہ پیش کرکے محبت پدرانہ کا اظہار اور مجبور کرکے شراب پلا کر کیا۔ بہرحال شاہجہاں بزمانہ شہزادگی شراب کا عادی رہا۔ شراب کے نشہ کی دھن اور مصاحبین کے غلط حاشیہ کا فائدہ جہانگیر اور شاہجہاں کو باپ کے خلاف بغاوتیں اور نافرمانیاں کرنے کے سلسلہ میں دیا جاسکتا ہے مگر قدرت کی اٹل سزاؤں سے جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے نہ جہانگیر بچ سکا نہ شاہجہاں اورنگ زیب کا جہاں تک سوال ہے اس نے شراب کو کبھی

زندگی بھر منہ تک نہیں لگایا، قرآن کی کتابت اور ٹوپیاں بنا کر زندگی بسر کرنے اور شاہی خزانہ سے اپنی ذات کے لئے کچھ نہ لینے کے دعوے ہیں اس کے باوجود قرآن میں باپ کے تعلق سے جو احکام دیئے گئے ہیں اس سے غافل نظر آتا ہے۔ سادگی پسند تھا عیش و عشرت سے بھی اسکو نفرت تھی۔ کسی عورت سے ناجائز تعلقات کبھی نہیں رکھے شریعت محمدیؐ کا سخت ترین پابند بن کر سامنے آتا ہے۔ جہانگیر وشاہجہاں راجپوت ماں کی اولاد ہیں جن سے نکاح ناجائز لہذا نسل الحرام یا مجہول النسل کی تعریف میں آتے ہیں مگر اورنگ زیب تو شاہجہاں کے ممتاز محل کے نکاح کی وجہہ سے صحیح النسب کی تعریف میں تھا۔ تو اس مجسم شریعت اور صحیح النسب کا اپنے باپ اور بھائیوں کے ساتھ سلوک اور ذاتی زندگی کا جائزہ بھی ہمیں قرآن اور حدیث کی روشنی میں لینا ہوگا چونکہ بادشاہوں کے لئے قانون الٰہیہ یا شرع محمدی کوئی علحدہ نہیں ہے۔ یہہ چیز بھی ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ اورنگ زیب نے باپ کے خلاف اس وقت بغاوت کی ہے جبکہ وہ شراب سے دور اور مذہب سے قریب اور نماز کا پابند ہو چکا تھا۔

یہ چیز تاریخ صاف بتلاتی ہے کہ اورنگ زیب اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں سخت محنتی جفاکش اور ارادوں کا پکا تھا اس نے اپنے بھائیوں اور باپ سے بوقت ضرورت طاقت جھوٹ، مکاری اور دھوکے سے کام لیکر تخت شاہی پر بھائیوں کو قتل کرکے اور باپ کو قید کرکے رونق افروز ہوا۔ رسول اللہ صلعم کی اس حدیث کا الحاق کہ جنگ دھوکے کا دوسرا نام ہے اورنگ زیب پر نہیں ہوتا کہ یہ جنگ جہاد کی تعریف سے باہر اور اقتدار و نفس کے تحت لڑی گئی تھی۔

اورنگ زیب تاریخ قرآن اور حدیث کی روشنی میں

۶ ر ستمبر ۱۶۵۷ء م ۷ ر ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ شاہجہاں بیمار ہوا اور اپنی حالت کو متغیر دیکھ کر اپنے چند خاص ارکان سلطنت سے ولی عہد داراشکوہ کے لئے بیعت لی (دیکھئے تاریخ دربار آصف صفحہ ۴۲۲) جب اورنگ زیب شرع شریف کا پابند تھا تو باپ کی مرضی اور حکم پہ چلتا - ایک طرف تاریخ میں رامچندرجی کی نظیر نظر آتی ہے کہ باپ کی زبان عزت آن بان رکھنے کی خاطر تخت و تاج سے ۱۴ سال تک کے لئے دستبردار ہوکر تخت شاہی چھوٹے بھائی کے حوالے کرکے بن باس لیتا ہے ایک طرف اورنگ زیب کو شرع کا پابند بتلایا جائے دوسری طرف قرآن کے خلاف باپ کا باغی ہو یہ دو چیزیں کسی طرح ایک جا جمع نہیں ہو سکتیں آداب فرزندی تو اگر اورنگ زیب پابند شرع تھا تو بقول علامہ اقبال اورنگ زیب کو آداب اسمٰعیلؑ اختیار کرنا چاہیئے تھا کہ باپ کے حکم پر گردن اور گلا کٹانے تیار ہو جائے۔

یہہ فیضانِ نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی ؎ سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی
بہرحال اورنگ زیب کو بھائیوں کو قتل اور باپ کو قید کرکے ۵۰ سال حکومت کرنے کا موقع تو ملا مگر بقول مولانا ابوالکلام آزاد ان ہی کے الفاظ درج کئے جاتے ہیں جو انہوں نے "حضرت سرمدؒ" میں لکھے ہیں۔ "عالمگیر کو کبھی راحت و اطمینان کے دن نصیب ہی نہ ہوئے یہاں تک کہ پیامِ اجل بھی آیا تو عالمِ غربت و پریشانی میں"

باپ بیٹے کا قیدی

یہاں یہ واقعات دو لحاظ سے قابلِ غور ہیں ایک تو یہ کہ باپ سے باغی شاہجہاں نے جس طرح تخت و تاج حاصل کرنے بھائیوں اور چچا زاد بھائی کے بیٹوں کا قتلِ عام کیا تھا اور باپ سے بغاوت کی اور اب اورنگ زیب نے جو اپنے ہاتھ بھائیوں اور اس کی اولاد کے خون میں رنگ لئے اور باپ سے بغاوت اور سلوکِ بد کا ارتکاب کیا، کیا ان افعال نے انہیں اور ان کی اولاد کو سکون سے رہنے بھی دیا یا عبرتناک سزائیں دیں یہ ہر ایک کے لئے درسِ عبرت ہے۔ ہر اولاد کو اس سے سبق سیکھنا چاہیئے۔

اورنگ زیب نے بھائیوں کے خاتمہ کے بعد اکبر آباد کا محاصرہ کر لیا۔ جب شاہجہاں کو اطلاع ہوئی تو بیٹے کو ملنے کے لئے خط لکھا جس کا جواب اورنگ زیب نے یہ دیا کہ اگر حضرت قبلہ قلعہ کے دروازے اور مداخل و مخارج میرے آدمیوں کے تفویض فرمائیں تو یہ فدوی حاضر ہوتا ہے شاہجہاں نے کوئی گمانِ بد بھی اورنگ زیب کے بارے میں نہ کیا اار رمضان ۱۰۶۸ھ م ۱۶۵۸ء کو اورنگ زیب کا بڑا بیٹا محمد سلطان اور ذوالفقار خان، شیخ میر، بہادر خان و اسلام خاں قلعہ میں داخل ہو گئے۔ شاہجہاں کے پاس آنے والوں کی آمد و رفت بند کر دی گئی، تمام کارخانوں اور خزانوں پر مُہریں لگا دی گئیں۔ الحاصل شاہجہاں کے لئے وہی قلعہ عمر آخر تک زندان بنا رہا۔ (دیکھئے تاریخ دربار آصف ۴۲۷ اور تاریخ شاہجہاں ص ۲۸۳) آگے آئے گا کہ یہی محمد سلطان جس نے دادا کو بہ حکم اورنگ زیب قید کیا تھا وہ بھی اورنگ زیب کے حکم پر ۱۴ سال قید میں رہا اور ۳۸ سال کی عمر میں مر گیا۔

شاہجہاں کی ناکام کوشش

جب قلعہ شاہجہاں نے حسبِ خواہش اورنگ زیب کے آدمیوں کے حوالے کر دیا۔ جب بھی وہ ملنے نہ آیا تو بیگم صاحبہ (شاہجہاں کی چہیتی بیٹی) باپ کا پیام لیکر بھائی کے لشکر میں آئی۔ باپ بیٹے

میں مراسلت ہوئی مگر اورنگ زیب نے ہر مصلحت کو ٹھکرا دیا اور بہن کے سمجھانے کو بھی آخر بہن مایوس ہو کر پھر نہ آئی اور اورنگ زیب نے باپ کو تقریباً ۹ سال قید میں رکھ کر حکومت کی کبھی باپ سے ملنے نہ گیا۔

اورنگ زیب کا ناقابل عفو سلوک باپ کے ساتھ

اورنگ زیب نے باپ کو قید کر کے ہی خاموشی اختیار نہ کی بلکہ باپ کو سارے جواہرات قیمتی پتھر اور دوسرے سامان سے محروم کر دیا۔ حالانکہ وہ ان سب چیزوں کو بہت عزیز رکھتا تھا یہ سختی یہاں تک بڑی کرتا ہی ملبوسات سامان آرائش ظروف وغیرہ رکھنے کے کمرے سر بمہر کر دیئے گئے یہ کمرے اُسی وقت کھولے جاتے جب کوئی ذمہ دار افسر اور معتمد خاں اورنگ زیب کا با اعتماد خواجہ سرا موجود ہوتے ہر موقع پر شاہجہاں کی ذلت پہرہ دار کرتے آخر خدا نے اُسکو ان مصیبتوں کے برداشت کی طاقت عطا کر دی اور تسلیم و رضا کی کیفیت میں مذہبی فرائض و مطالعہ میں اپنا وقت صرف کرتا رہا۔ اورنگ زیب تخت پر قبضہ کر لینے کے بعد فرائض پسری بھول گیا (دیکھئے تاریخ شاہجہاں صـ۲۸۴ ہی کے جملے درج کئے گئے)

غضب خدا کا

خانی خان لکھتا ہے کہ ایک نقہ زادے سے جو مشرف جواہر خانہ کا پیشکار تھا اورنگ زیب نے یہ سنا کہ دارشکوہ نے جواہر خانہ میں بادشاہ کو مطلع کر کے اپنے جواہر و مروارید سمی ۲۷ لاکھ کے چھوڑے ہیں۔ اورنگ زیب نے اپنے باپ سے وہ طلب کئے بعد رد و قدح شاہجہاں نے طوعاً و کرہاً اورنگ زیب کے یہاں روانہ کر دیئے لیکن ایک ایک تسبیح مروارید جس کے سنو دانہ غلطاں بحر رنگ درہم وزن تھے جکی قیمت ۴ لاکھ تھی اور جس کا امام بڑی سعی سے میسّر ہوا تھا ایک الماس کی آرسی جو ہمیشہ شاہجہاں کے گلے میں رہتی تھی اورنگ زیب کے پاس روانہ نہیں کی جس پر اورنگ زیب اپنے باپ کو لکھتا ہے ایسے تحفے ایام سلطنت کے ملبوسات سے ہوں اُنکو گوشہ نشینی میں پاس رکھنا تقوی کے خلاف ہے۔ باپ اس تحریر کو دیکھ کر سخت آشفتہ خاطر ہوا آرسی کو تو گلے سے اتار کر خواجہ سرا کے حوالے کر دی مگر تسبیح کے لئے فرمایا اس پر درود پڑھے جاتے ہیں اس کو ہاون میں کوٹ کر نرم کر کے دونگا۔"

جب یہ پیام عالمگیر سے خواجہ سرا نے کہا تو آرسی باپ کے گلے کی تو لے لی، اور تسبیح کیلئے خاموش ہو گیا (دیکھئے تاریخ دربار آصف صـ۴۳) باپ بیٹے کی مراسلت کو مکمل لکھنا اس مختصر سے مضمون میں ناممکن ہے مگر اس شریعت پسندی کے دعوے دار اورنگ زیب کے خطوط کے چند جملے باپ کو لکھے گئے نوٹ کئے جاتے ہیں۔ اورنگ زیب باپ کو لکھتا ہے:۔

" آپ کا اب کوئی قابو سیاسی و مالی امور پر نہیں ۔ یہ اختیارات بڑے شہزادے نے غصب کر لئے ہیں .... جب میں نے یہ محسوس کیا کہ اب سیاسی معاملات آپ کے قابو سے باہر ہیں، آپ دوسرے لڑکوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں ۔ جو کچھ وہ کہتا ہے اس پر فرمان جاری کر دیتے ہیں ۔ تو اپنی خودداری محفوظ رکھنے مَیں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کرنے کا تصفیہ کیا میری راہ میں آپ نے جسونت سنگھ کو نہ آنے روانہ کیا میں نے اُس کو شکست فاش دی ۔ اب میں نے سُنا ہے شاہ بلند اقبال (دارا) مجھ سے لڑنے دھول پور آگئے ہیں چونکہ وہ میرے خلاف کامیاب نہیں ہوسکتے اسلئے ان کے حق میں بہتر ہوگا کہ اپنی جاگیر پنجاب چلے جائیں اور آپ کے خدمات میرے سپرد کر دیں" (دیکھو جامع الانصاف صـ۱۵۸ - ۶۰ تاریخ شاہجہاں صـ۲۷۸ و صـ۲۷۹ تاریخ آصف صـ۴۲۸)

مندرجہ بالا تحریر ایک مذہب کے پابند اور قرآن کی کتابت کرنے والے کی اپنے باپ کو ہے جو باپ کی زندگی تک باپ سے نہیں ملتا اور تقریباً ۹ سال قید میں رکھ کر باپ کے دفن ہونے کے بعد جب اس سانحہ کی خبر عالمگیر کو ہوئی تو بہت رویا اور فردوس آشیانی کے لقب سے ملقب کیا خود ۲۰ رشعبان کو شاہجہاں آباد دارالخلافہ آیا دوسرے روز بادشاہ کے مزار کی زیارت کی ۔ بارہ[۱۲] ہزار روپے مجاوروں کو دیا قلعہ میں جاکر بیگم صاحب اور اہلِ ماتم کا لباس ماتمی اتروایا ۔

(دیکھئے دربار آصف صـ۴۳۱)

۱۔ جب اورنگ زیب نے باپ کو جنتی سمجھ کر فردوس آشیانی کا لقب عطا کیا تو اس نے یہ ثابت کر دیا کہ جنتی باپ کو قید کرنے والا بیٹا بلاشبہ جہنمی ہے ۔

۲۔ بارہ[۱۲] ہزار روپے جو مجاوروں کو دیئے وہ شاہی خزانے سے دیئے یا کتابت قرآن اور ٹوپیاں بنا کر جمع کرکے ۔ اگر شاہی خزانے سے مجاوروں کو دیئے تو کیا یہ اورنگ زیب کا اِسراف نہیں تھا، گویا گاؤں والوں کی زبان میں مرنے تک دودھ کو ترسایا بعد مرنے کے بھینس قبر پر باندھ دی ۔ اب رہا ۔ " جب باپ کے مرنے کی خبر عالمگیر کو ہوئی تو بہت رویا" گویا بقول غالب :-

کی میرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ
ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

اورنگ زیب قرآن وحدیث کی مزید روشنی میں

مندرجہ بالا مستند مختصر سے حوالہ جات کے بعد مزید تفصیل لکھنا ہم باعثِ طوالت سمجھتے ہیں۔ اورنگ زیب کا قرآن اور حدیث کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں۔ دنیاوی حیثیت سے بادشاہ باپ کی تھی اور کسی کو ولیعہد بنانے کا اختیار بھی باپ یعنی بادشاہ ہی کو ہوتا ہے جو لوگ اورنگ زیب کو مذہبی بلکہ ولی سمجھتے ہیں وہ قرآن اور حدیث کی توہین کے کیا مرتکب نہیں ہوتے؟ اللہ پاک قرآن پاک میں پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ۱۷ رکوع ۳ میں فرماتے ہیں۔ (تم اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بوڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو کبھی "ہوں" بھی مت کہنا اور نہ انکو جھڑکنا اور اُن سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا کہ انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا)۔ اس قدر اللہ پاک کے صاف صاف احکام کے بعد اورنگ زیب اگر مذہب کا پابند ہوتا اور ریاکاری اور نفس کو دخل نہ ہوتا تو وہ باپ کے ہر حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیتا باپ کو قید میں رکھ کر قرآن کی کتابت کے ذریعہ روزی کمانے کا ڈھونگ ایسا گناہ ہے جو کسی حال قابلِ معافی نہیں ہو سکتا کیا وہ قرآن لکھتے وقت قرآن کی ان آیات کو بے معنی سمجھ کر لکھا کرتا تھا جبکہ پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ۱۷ رکوع ۳ میں اللہ پاک مزید فرماتے ہیں (اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی اُمید ہو اسکے انتظار میں تجھکو ان (ماں باپ) سے پہلو تہی کرنا پڑے تو ان سے نرمی کی بات کہہ دینا اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیئے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیئے ورنہ الزام خوردہ تہیدست ہو کر بیٹھ رہو گے۔ بلاشبہ تیرا رب جسکو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی تنگی کر دیتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے)۔ اس ایک قرآن کی آیت کی روشنی میں اورنگ زیب کا سلوک باپ کے خلاف کیا اسکو پابندِ شرع اور مذہبی سمجھنے کی اجازت دیتا ہے اللہ پاک پھر سورہ بقر جز اول رکوع ۹ میں فرماتے ہیں (وہ زمانہ یاد کرو جب لیا ہم نے توریت میں قول و قرار بنی اسرائیل سے کہ کسی وقت عبادت مت کرنا کسی کی بجز اللہ تعالیٰ کے اور ماں باپ کی اچھی طرح خدمت گذاری کرنا) اس قدر واضح احکام الٰہی کے باوجود قرآن کتابت کرنے والے فرزند نے باپ کو قید میں رکھ کر جو سلوک کیا ہے کیا قابلِ معافی ہے؟ اللہ پاک سورہ بقر رکوع ۲۵ جز ثانی میں فرماتے ہیں۔ (لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ

خرچ کریں آپ فرما دیجئے کہ جو کچھ مال تم کو صرف کرنا ہو سو ماں باپ کا حق ہے اور قرابتداروں کا)
نگ زیب نے بھائیوں کا جو حق قرابتداری ادا کیا تاریخ شاہد ہے باپ کو قید کرنے کے بعد اسکے
ی آرسی تک نکلوالی اور باپ کے مال پر ٹھپر توڑے کروا دیئے پھر کتابت قرآن کا دعویٰ اور مذہب
بندی کا اعلان کیا مکرو فریب بن کر نہیں رہ جاتا جبکہ سورہ البقرہ میں مزید اللہ پاک فرماتے ہیں
پنے ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت دار پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں
پاس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور اپنے لونڈی غلاموں کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہو)
قدر صاف آیات قرآنی کی روشنی میں اورنگ زیب کا باپ کے ساتھ بھائیوں کے ساتھ سلوک
س کا پکا دنیادار منافق یا ریاکار ثابت نہیں کرتا ان واقعات کی روشنی میں وہ کس تعریف
فق قرار پاتا ہے ؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب فاسق کی تعریف کیجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غصہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کا عرش ہلنے
ہے (مشکوٰۃ) **فاسق** کی تعریف یہ ہے کہ جو خدا اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے کیا
ے زیب کا سلوک باپ کے ساتھ اللہ و رسول کی نافرمانی نہیں ہے ؟ پھر کتابت قرآن کا دعویٰ
کو قید میں رکھکر کیا ریاکاری نہیں ہے ؟۔

اب ہم رسول مقبول صلعم کے فرامین کی طرف آتے ہیں ۔ بخاری و مسلم شریف میں درج ہے۔
رت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا
ک آلود ہو خاک آلود ہو" کسی نے کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون شخص" ؟ فرمایا "جس
بو ڑھے ماں باپ پائے اور پھر جنت حاصل کرنے میں کوتاہی کی"۔ یعنی محروم رہا) ۔ اس
یث کی روشنی میں اورنگ زیب کو آیا مذہبی یا ولی قرار دیا جاسکتا ہے ؟ مسلم میں درج ہے۔
رت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آقائے نامدار حضور صلعم نے فرمایا رسوا ہو رسوا ہو۔ جس
اپنے والدین کو دونوں کو یا کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر ان کی خدمت کرکے
ت میں داخل نہ ہوا) اس حدیث کی روشنی میں بھی اورنگ زیب نے باپ کی کیا خدمت کی کیا
نت کا مستحق قرار پاتا ہے یا رسوائے زمانہ ؟ ابن ماجہ میں درج ہے۔ (حضرت ابوامامہؓ
روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہؐ ماں باپ کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے۔ حضورؐ
رمایا حق ہے ؟ وہی تیری جنت اور دوزخ ہیں) اس حدیث کی روشنی میں اورنگ زیب
پ کو قید کرکے جنت خریدی یا دوزخ ۔؟ بخاری شریف میں درج ہے (حضرت عبداللہ بن عمرؓ

سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے گناہ کبیرہ خدا کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نا
کسی کی جان لینا جھوٹی قسم کھانا ہیں) دیکھئے! اورنگ زیب نے باپ کے مقرر کردہ
دارا کو تسلیم نہ کرکے نہ صرف نافرمانی کی بلکہ تلوار اٹھائی سب بھائیوں کی جان لی پھر
ساتھ قرآن کو بیچ میں رکھ کر معاہدہ کا احترام تک نہ رکھا باپ کو مدت العمر قید میں
مسلم میں درج ہے (حضرت ابوہریرہؓ نے کہا فرمایا رسولِ مقبول صلعم نے بیٹا
کے احسان کا بدلہ ہرگز نہیں اتار سکتا بجز اس صورت کہ اسکو غلامی کی حالت میں پائے
اُسے خرید کر آزاد کردے)۔ اس حدیث کی روشنی میں غور کرنے کا مقام ہے کہ آزاد باپ
نے قید میں ڈال کر غلام بنا ڈالا۔ ابوداؤد میں لکھا ہے (حضرت ابن عمرؓ روایت
ہیں ایک شخص حضور پرنور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا رسول اللہؐ! میرے
بھی ہے اور اولاد بھی اور میرا باپ میرے مال کا محتاج ہے تو میں اپنی اولاد پر خرچ کرو
کو دوں؟ حضورؐ نے فرمایا تم اور تمہارا مال دونوں تمہارے باپ کے ہیں - اے
اولاد پاکیزہ ترین کمائی ہے لہٰذا تم اپنے اولاد کی کمائی کھاؤ) اس حدیث کی روشنی میں
کا بجائے خود محنت کرکے باپ کو کھلانے کے، اُسی کی دی ہوئی فوج سے کام لیکر باپ کو
مال و دولت سے محروم کردینا کس مقام کا پتہ دیتے ہیں؟ ابنِ ماجہ میں درج ہے (حضر
سے حضرت ابوداؤدؓ نے سُن کر روایت کی کہ باپ بہشت کا صدر دروازہ ہے۔ اب تو چاہ
دروازہ کی حفاظت کر اور چاہے کھو دے) اس حدیث کی روشنی میں اورنگ زیب نے جنت
کی حفاظت کی یا اُسے کھو دیا۔ بیہقی میں درج ہے (حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں نبی کریم صلعم
فرمایا ماں باپ کی طرف رحمت و شفقت سے جو دیکھے تو اس کے حساب میں ہر نظر کے بدلے ایک
حج کا ثواب ملتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی اگر دن میں سو مرتبہ دیکھے تو حضور نے فرمایا اللہ بہت
پاکیزہ ہے) یعنی برابر سو حج کا ثواب دے گا۔ اورنگ زیب باپ کو قید کرنے کے بعد
کی خواہش اور بہن کے سمجھانے اور باپ کے خطوط کے باوجود ایک مرتبہ بھی اسکو قید کرنے
بعد نہیں ملا۔ اصلی حج سے تو سلطنت اور ہوس ملک گیری کی وجہ سے کعبہ جاکر سعادت
کرنے سے محروم تھا ہی باپ کو قید میں رکھ کر آخر اورنگ زیب نے کیا پایا؟ ترمذی میں
ہے۔ (حضورؐ نے فرمایا خوش قسمت ہیں وہ جو باپ کے فرمانبردار ہیں باپ کی خوشنودی
اللہ کی خوشنودی ہے) حضورؐ کے اس ارشاد کے معنی صاف ہیں کہ باپ ناراض تو خدا کا

پھر اورنگ زیب کی عبادت ریاضت ظاہرداری اور مکاری کے سوائے اور کیا رہ جاتی ہے
بہرحال مزید احادیث مضمون کو طویل بنادیں گے اس قدر قرآن و احادیث کی روشنی میں کون ایسا
ہوسکتا ہے جو اورنگ زیب کو ولی قرار دے اور مفت میں اپنے لئے اللہ اور رسول کے احکام کے
خلاف اس کے عمل کرنے پر بھی اُسکی تعریف کرکے اپنے لئے عذاب مول لے۔

اورنگ زیب کو قدرت کی سزائیں

اورنگ زیب کے پانچ بیٹے تھے، ایک (۱) محمد سلطان (۲) محمد معظم شاہ عالم شاہ بہادر
(۳) اعظم شاہ (۴) اکبر شاہ (۵) کام بخش۔ اب ان کے انجام کے تعلق سے تبصرہ سنیئے۔

محمد سلطان

اپنے زمانہ صدیہ داری میں اورنگ زیب نے اپنے بڑے
بیٹے محمد سلطان کی شادی امامیہ مذہب کے حامل عبداللہ
قطب شاہ کی بیٹی سے اسکی کمزوری دیکھ کر شرائط صلح نامہ کی ایک شرط قرار دے کر تکمیل صلح نامہ
کی تکمیل کے طور پر کردی جو بلاشبہ ایک ظلم کہا جاسکتا ہے چونکہ عبداللہ قطب شاہ اولاد نرینہ
سے محروم تھا اورنگ زیب اس خیال میں تھا کہ عبداللہ قطب شاہ کے بعد اس کا بیٹا محمد سلطان
سلطنت کا مالک ہوجائے گا مگر محمد سلطان ۳۸ سال کی عمر میں اورنگ زیب اور عبداللہ قطب شاہ
کے حین حیات ہی مرگیا اور عبداللہ قطب شاہ کی بیٹی بادشاہ بی بی کا کیا حال ہوا تاریخ ساکت ہے۔

شہزادہ محمد اکبر کی بغاوت

اورنگ زیب اپنے بیٹوں میں محمد اعظم اور اکبر
شاہ کو بہت چاہتا تھا محمد اکبر کی دو خوبیاں بیان
کرتا تھا کہ محمد اکبر نماز جماعت سے پڑھتا اور کوئی جمعہ ترک نہیں کرتا اور مخالفانِ دین سے کچھ
سروکار نہیں رکھتا ہے۔ مگر یہی شہزادہ محمد اکبر شاہ راجپوتوں سے سازش کر کے اپنے باپ اورنگ زیب
کے خلاف بغاوت پر کمر بستہ اور ستر ہزار فوج لیکر مقابلہ کے لئے نکلا مگر چونکہ اکثر فوج کے سرداروں
نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اب وہ فرار ہو کر سیناجی کے پاس پہونچا اس نے شہزادہ اکبر کا بڑے تپاک
سے استقبال کیا اورنگ زیب نے گرفتاری کے احکام جاری کئے۔ اکبر چند روز سیناجی کے پاس
مہمان رہ کر ایران جانے کے ارادہ سے جہاز میں بیٹھا بادِ مخالف نے جہاز کو بے راہ کر کے مسقط
پہونچا دیا۔ امامِ مسقط نے محمد اکبر کو نظر بند کر کے اورنگ زیب کو لکھا کہ اگر آپ دو لاکھ نقد
روانہ کریں اور مسقط کے اجناس کا جو بندر سورت جاتا ہے محصول معاف کردیں تو محمد اکبر کو آپ کے

پاس روانہ کیا جاتا ہے۔ اورنگ زیب نے حسب منشا احکام جاری کر دیئے اور رقم روانہ کر دی اور محمد فاضل کو اکبر کو لانے کے لئے روانہ کیا۔ یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ بیٹے کی بغاوت کو اورنگ زیب نے بغاوت سمجھا اور اپنی بغاوت کو باپ کے ساتھ کی تھی کیا وہ بغاوت نہ تھی ۔؟ باپ کی دی ہوئی قوت عہدہ اور فوج کو لے کر ہی باپ کے خلاف جنگ کی اور اُسے قید کر دیا، اب بیٹے کی بغاوت نے اسے بے چین کر دیا۔ اِدھر جب یہ خبر شاہ سلیمان والیٔ ایران کو ہوئی تو اس نے امام سقط کو لکھا کہ ہمارے مہمان شہزادے اکبر کو ہمارے پاس نہایت عزت کے ساتھ روانہ نہ کیا گیا تو ہماری فوجیں تمہارے ملک کو تباہ و برباد کر دینگی ۔ امام سقط پریشان ہو گیا فوری شہزادے اکبر کو ایران روانہ کر دیا۔ اورنگ زیب کی یہ ایسی ذلت اور ہتک تھی کہ شاہِ ایران کے قبضہ سے اکبر کو حاصل نہ کر سکا۔ شاہِ ایران کی شرافت تھی کہ شہزادہ اکبر سے کہا تم ہمارے عزیز مہمان ہو باپ سے ٹکرانا ٹھیک نہیں باپ کے بعد ہم تمہاری بھائیوں کے مقابلے میں مدد کرینگے یاد ہوگا کہ شاہجہاں کی اپنے باپ سے بغاوت کے وقت بھی شاہ ایران نے باپ کی فرمانبرداری کی تلقین کر کے ایسا ہی جواب دیا تھا شہزادے اکبر اورنگ زیب کی عمر کے آخری سال یعنی ۱۷۰۶ء میں مرگیا گویا صرف ایک سال قبل کس طرح اورنگ زیب کو باپ سے بغاوت کا بدلہ ملا لائق غور ہے۔

اب اورنگ زیب کے تین[۳] بیٹے محمد معظم شاہ عالم شاہ بہادر (۲) اعظم شاہ (۳) کام بخش اورنگ زیب کے انتقال کے وقت زندہ تھے ۔ اب ان کی تباہی سنیئے۔

اورنگ زیب کا وصیت نامہ

اورنگ زیب نے ایک وصیت لکھ کر حمید الدین خان کو دی تھی اور دوسری روایت کے لحاظ سے اپنے تکیہ کے نیچے رکھی تھی جس میں لکھا تھا معظم شاہ شمالی اور شمالی مشرقی صوبوں پر قبضہ کرے اور دلّی کو دارالسلطنت بنائے اور اعظم شاہ آگرہ اور جنوب مغرب کے ملکوں پر سارے دکن سمیت قابض ہو اور آگرہ کو پایہ تخت بنائے گولکنڈہ اور بیجاپور کی دو ریاستیں کام بخش کے پاس رہے ۔ دیکھو دربار آصف صفحہ ۴۸۸) اورنگ زیب نے اپنے باپ کی نصیحت و وصیت اور ملک کی تقسیم جو اُس نے اپنے بیٹوں میں کی تھی کب راضی ہوا تھا سب کا صفایا کر کے تنہا قابض ہوا تو اسکی اولاد کب اسکی وصیت سننے والی تھی ۔

اورنگ زیب کی وصیت اورنگ زیب کا بھرم کھول دیتی ہے

اورنگ زیب جیسا کہ کہا جاتا ہے شرع کا پابند اور ولایت کے مقام پر باپ کو قید کر کے فائز

لا ملوکیت فی الاسلام
تھا تو اس نے اپنے ملک کی تقسیم اپنے بیٹوں میں کرنیکی وصیت کیوں کی؟
یعنی اسلام میں ملوکیت کے لئے کوئی مقام نہیں، یزید جب معاویہ کے بعد تخت نشین ہوا تو اسی
اصول کو منوانے امام عالی مقام حضرت حسین رض نے اپنا سر مبارک کٹوا دیا تھا۔ حضرت عمر رض زخمی ہوتے
ہیں آپ کے بعد خلافت کا مسئلہ پر غور ہو رہا ہے اور آپ نے چھ اشخاص کے نام دیکر فرمایا کہ اس میں
سے کسی ایک کو خلیفہ بنا لو تو ایک صاحب نے آپ کے فرزند عبداللہ رض کا نام بھی پیش کیا جو بلاشبہ
قابل و عالم اور رسول اللہ صلعم کے زیر سایہ اور قدموں میں رہ کر عالم حدیث بن گئے تھے۔ حضرت
عمر رض نے اپنی اس کمزوری کی حالت میں بھی اس شخص کو طمانچہ مار کر فرمایا لا ملوکیت فی الاسلام
کیا تو اسلام کے اس زرین اصول کو ختم کر دینا چاہتا ہے۔ تو اورنگ زیب نے کسی غیر کی نشاندہی
اپنے بعد کیوں نہیں کی؟ اسلام کے اس زرین اصول کو ختم کیسے کر دیا اور حکومت کو اپنی وراثت کیسے سمجھا؟

کیا اورنگ زیب کے جانشین نا اہل تھے؟

یہ کہا جاتا ہے کہ اورنگ زیب کے جانشین نا اہل تھے جسکی وجہ سے سلطنت مغلیہ ختم ہو گئی اولاً تو یہ کہ
جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے اسلام میں جانشینی کے لئے بیٹے کی شرط ہی نہیں چاہیے وہ حکومت کا میدان
ہو کہ روحانیت کا انتخاب اہلیت کی بنا پر ہوگا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں علامہ اقبال فرماتے ہیں جبکہ نا اہل
کو گدی پر بٹھا دیا جائے۔ میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد زاغوں کے تصرف میں ہیں عقابوں کے نشیمن
جب اورنگ زیب نے باپ کو نا اہل سمجھ کر حکومت چھین لی تو پھر نا اہل فرزندوں کو جنکو وہ بہتر جانتا تھا
نامزد کیسے کیا؟ پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں۔ "جس قماش کے جانشین حضرت عالمگیر کو میسر آئے
اگر اکبر مرتد کو میسر آجاتے تو سلطنتِ مغلیہ ۱۷۴۸ء میں ختم ہونے کے بجائے ۱۶۴۸ء میں ختم ہو جاتی"۔
علامہ اقبال رموز بیخودی در معنی حریت اسلامیہ و سر حادثہ "کربلا" میں فرماتے ہیں جس کی
تفسیر پروفیسر صاحب نے کی ہے اس میں لا ملوکیت الاسلام پر زور دیا اور امام حسین علیہ السلام
کی شہادت اس اصول کو زندہ رکھنے قرار دی ہے۔ پھر اسی کتاب میں علامہ اقبال اورنگ زیب کے سلسلہ میں
اور پروفیسر صاحب اپنی تفسیر میں اس نکتہ سے ہٹ جاتے ہیں اگر اورنگ زیب نے باپ سے حکومت
اسکو نا اہل سمجھ کر لے لی اور نا اہل اولاد کے حوالے کر دی تو قسم بہ خدا پوری خرابی کی ذمہ داری روز قیامت
اورنگ زیب کے سر پر ہوگی۔ اب رہا صرف اورنگ زیب کی اولاد کو پروفیسر صاحب کا نا اہل ماننا
اور اکبر مرتد کی اور جہانگیر کی اولاد کو اہل سمجھنا تاریخ کے منافی ہے۔ جبکہ جہانگیر بلا کا عیاش

خونی، نشہ کا عادی اور ظالم تھا اور یہی حال تھا شاہجہاں کا بھی ...." مگر مکروفریب کا لبادہ انہوں نے زیب تن نہیں کیا تھا۔ اورنگ زیب کی اولاد تو حافظِ قرآن وغیرہ بھی محمد سلطان اورنگ زیب کا بڑا بیٹا حافظ قرآن عربی فارسی ترکی میں مہارت رکھتا دوسرا بیٹا محمد معظم حافظِ قرآن عربی، فارسی اور ترکی خوب بولتا تھا علم قرائت وتجوید پر عبور اور قدرۃ محدثین تھا۔ پھر کام بخش بھی حافظِ قرآن تھا پھر جیسا ابھی آگے آرہے گا کتوں کی طرح کٹ کر کیوں مرگئے اور محمد سلطان کے مرنے کے بعد معظم بڑا بیٹا ۵۶ سال کا ہوگیا تو ہمیشہ سب کے سامنے کہا کرتا بال سفید ہوگئے' دل کی حسرت دل ہی میں رہے گی باپ مرنے کا نام نہیں لیتا رقعہ عالمگیری میں جو خط اورنگ زیب نے اس کو لکھا موجود ہے کہ میں تیری خواہش پر نہیں مرسکتا۔ اپنی موت آنے پر مرونگا اورنگ زیب بیٹوں کے اختلافات اتنا دطبع کو دیکھ چکا تھا۔ پھر بھی لا ملوکیت فی الاسلام کے اعلیٰ اصول کو ختم کردیا۔ اسکی ذمہ داری اُسکی اولاد پر نہیں خود اُس پر عائد ہوتی ہے۔

محمد اعظم فرزند اورنگ زیب کا عبرتناک انجام

اورنگ زیب کے انتقال ۱۷۰۷ء کے بعد معظم شاہ دہلی میں تخت نشین ہوا اور باپ کی وصیت پر عمل کرنے بھائیوں کو لکھا مگر اس کے بھائی اعظم شاہ نے جواب میں لکھا کہ اے عقل و ہوش باختہ کیا تو نے گلستاں نہیں پڑھی جس میں شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ "دو بادشاہی در اقلیمے نگنجند" یعنی ایک ملک میں دو بادشاہ نہیں رہ سکتے آخر اس قدر خونریز جنگ ہوئی کہ الامان والحفیظ۔ آخر محمد اعظم اورنگ زیب کے دوسرے فرزند کا سر دوران جنگ رستم دل خاں نے جسم سے جدا کیا یہ تھی اورنگ زیب کو بھائیوں کو ختم کرنے کی سزا۔

کام بخش فرزند اورنگ زیب کی عبرتناک موت:

اورنگ زیب کا آخری بیٹا کام بخش حافظ قرآن ہوتے ہوئے بڑا ظالم اور رسوائے زمانہ تھا ناحق اپنے امیروں رستم دل خاں، حسن خاں، سیف خاں، احمد خاں کو قید کرکے عذاب دے کر مار ڈالا۔ پھر بڑے بھائی معظم شاہ کے ایلچی معتبر خاں کو قید اور اس کے ساتھیوں کو جو بے گناہ تھے دعوت دے کر بلوایا اور سب کو قتل کر ڈالا جب بڑے بھائی معظم نے یہ خبر سنی تو اسی ہزار فوج لیکر دکن آیا کام بخش بھائی کے مقابلہ کے لیئے نکلا مگر کام بخش کے مظالم قتل وخونریزی کے باعث اکثر امراء وسپہ سالاروں نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا۔ کام بخش نے پھر بھی بڑے بھائی کے ساتھ جنگ کی اور اس قدر زخمی ہوکر گرفتار ہوا کہ اسکے بھائی معظم کے جراحوں کو بلانے کے قبل اس نے دم توڑ دیا۔

معظم نے پانچ سال دوماہ حکومت کی جو جنگوں کی نظر ہوگئی اسکے انتقال کے بعد تو اسکی اولاد کی آپس کی لڑائیاں طوائف الملوکی و تباہی خاندانِ مغلیہ کی تباہی کی طویل خون کے آنسو رلانے والے واقعات کہانیاں بن کر تاریخ میں محفوظ ہوگئیں یہ تھا اورنگ زیب کی ہوس گیری کا انجام اور باپ کی نافرمانی کے نتائج۔

اورنگ زیب کو قید کرنے کا جنون

باپ کو قید کرنے کے بعد اورنگ زیب پر ہر ایک کو قید کرنے کا جنون سر پر سوار ہوگیا تھا خود اپنی اولاد اور بہو پوتروں کو قید کرتا جنونی کیفیت میں نظر آتا ہے۔

بڑا بیٹا محمد سلطان قید میں : اورنگ زیب کے بڑے بیٹے محمد سلطان نے اپنے حقیقی تایا شجاع کی بیٹی سے شادی کرلی معتوب ہوا قلعہ گوالیار میں قید کردیا گیا ۱۶۷۲ء میں اس کا قصور معاف کیا گیا چار سال بعد ۱۶۷۶ء میں ۳۸ سال کی عمر میں انتقال کرگیا۔

دوسرے بیٹے ولیعہد سلطنت مع متعلقین قید میں :- محمد سلطان کے انتقال کے بعد اس کا دوسرا بیٹا محمد معظم ولیعہد سلطنت ہوا بعض غمازوں اور مفسدوں نے اورنگ زیب کو مخبر کیا کہ یہ والیٔ گولکنڈہ ابوالحسن سے سازش رکھتا ہے جو سراسر غلط تھا اور نگ زیب نے ولیعہد سلطنت کو ۱۸ ربیع الثانی ۱۰۹۷ھ مع اسکے بیٹے محمد اعظم کو ایک مکان میں بلا کر مقید کیا تمام کارخانے ضبط کرلئے اسکی بیگم نورالنساء یعنی اپنی بہو کو بھی قید کردیا (دیکھو تاریخ دربارِ آصف ص ۴۸۱) زوالِ دولتِ قطب شاہیہ ص ۲۹۰ و ص ۲۹۱ پر اس واقعہ کو یوں لکھا ہے (... ۲۱ فروری ۱۶۸۷ء میں اورنگ زیب نے اپنے ولیعہد اور وارث تخت و تاج کو مع اس کے تینوں لڑکے معزالدین محمد اعظم اور رفیع القدر ہی کے ساتھ نظر بند وقید کردیا بلکہ شاہ عالم کی چہیتی بیوی نورالنساء بیگم پر بھی نازیبا سختیاں کی گئیں اس پر بھی الزامات عائد کئے گئے اور قید کردیا گیا اورنگ زیب کی نظر میں معظم کا یہ جرم اتنا سخت تھا کہ سات سال تک اس نے اپنے ولیعہد وارث تخت کو مع متعلقین سخت قید میں رکھا منوچی اور خافی خاں اس بات پر متفق ہیں کہ قید کے زمانے میں معظم اور اسکے اہلِ خاندان پر ناقابلِ برداشت سختیاں کی گئیں۔ خافی خاں لکھتا ہے کہ معظم کے قید کئے جانے کا اورنگ زیب کو بہت رنج تھا کہتے ہیں کہ نظر بندی کے احکام جاری کرنے کے بعد وہ اپنے خیمہ میں واپس ہوا تو ملکہ کی موجودگی میں اپنے دونوں رانوں پر ہاتھوں سے پیٹ پیٹ لئے اور کہا آج ہماری عمر بھر کی کمائی لٹ گئی اس سلسلہ میں اثر عالمگیری ص ۲۹۰ تا ص ۲۹۵ خافی خاں جلد دوم ص ۳۳۰ تا ص ۳۳۵ حدیقۃ العالم ص ۱۴ - ۱۱۴ منوچی جلد دوم ص ۳۰۱ - ۳۰۵ شہادت کے لئے دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس سے اورنگ زیب کے خلل دماغ کا

بخوبی پتہ چلتا ہے کہ وہ نہ صرف باپ بلکہ اپنی اولاد کو تک برسوں شک کی بناء پر قید کرتا ہے۔ اس مختصر سے تفصیلات و حوالہ جات سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ قدرت نے اورنگ زیب کو باپ کو قید کرنے کی کیسی سزا دی ایک ذہنی عذاب اس پر طاری کر دیا۔ شہزادے اکبر کی بغاوت کے سلسلہ میں بھی اسکو کیسی زک اٹھانی پڑی۔

اورنگ زیب کو میراث صاحب قرآن کہنہ لنگی آئی:- باپ پر زیادتی کرنے اور قید کرنے والے اورنگ زیب نے جب تسخیر قلعہ برلے کر کے بھوسال گڈھ کی جانب کوچ کیا۔ ۲۸ ربیع الثانی کو شب کے وقت غیر موسم بارش اس روز زور و شور سے ہوئی کہ سیلاب بلا میں تمام لشکر مبتلا ہوا۔ اور ہر طرف فریاد و الامان بلند ہوئی اس وقت اورنگ زیب جاء ضرور (بیت الخلا) میں تھا سمجھا کہ دشمن نے ناگہاں حملہ کیا ہے جس سے یہ شور و غوغا مچا ہے۔ چنانچہ اس اضطراب میں اٹھا پاؤں پھیلا اور پاؤں میں ایسی ضرب شدید آئی کہ علاج پذیر نہ ہوئی اور میراث صاحب قرآن کہنہ لنگی ہاتھ آئی) ۔ دیکھو تاریخ دربار آصف صہ ۴۸۶ ۔ یہ تھی باپ کی نافرمانی کی سزا کہ جد اعلیٰ امیر تیمور لنگ ظالم کی طرح اس کا یہ آخری طاقتور پوتر ا ظلم کی انتہا باپ پر کر کے عمر بھر کے لئے لنگڑا ہو گیا۔

اورنگ زیب کا ایک اور پہلو اور اعتراضات کے جواب

"والدین کے حقوق" کا پہلا ایڈیشن صاحب ذوق حضرات نے اس قدر تیزی سے ہاتھوں ہاتھ لیا کہ دوسرے ایڈیشن کی نوبت تو آگئی مگر بوجہ مصروفیت اشاعت میں تاخیر ہو گئی۔ بعض زبانی اعتراضات توسط در توسط ہمیں موصول ہوئے کہ آئندہ ایڈیشن میں اورنگ زیب کی باپ سے بغاوت و نافرمانی کے حصہ کو نکال دیا جائے تو اچھا ہو گا اس کے دو وجوہ بتلائے گئے۔

(۱) اورنگ زیب کو علیہ الرحمہ کہتے ہیں اسلئے باپ سے بغاوت کو خارج کر دیا جائے تو اچھا ہو گا (۲) اورنگ زیب کو ہم بُرا کہیں تو ہندوؤں کو تقویت ہو گی۔ ان اعتراضات کے جواب اس کتاب کے عنوان سے غیر متعلق ہونے ہوئے بھی متعلق ہو جاتے ہیں لہذا جوابات ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔

پہلے اعتراض کا جواب

ہم نے اورنگ زیب کے تعلق سے اس کتاب میں جو بحث کی تھی وہ والدین کے حقوق قرآن اور آقا نامدار صلعم کے احکام صحابہ اکرام اور بزرگان دین کے والدین کے تعلق سے طرز عمل

کی روشنی میں کی تھی اور کی ہے۔ کیا کوئی احکام ایسے بتلائے جا سکتے ہیں کہ اللہ اور رسولؐ کے احکام کے خلاف باپ کو تکالیف پہنچانے اور قید کرنے والے کو علیہ الرحمہ کہا جا سکتا ہے؟ کیا کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے کہ کسی صحابیؓ اور بزرگان دین میں سے کسی نے اپنے باپ کو قید کیا تھا حتیٰ کہ والدین مشرک و کافر بھی ہوں تو کیا احکام ہیں؟ قرآن میں جہاں شرک سے روکا گیا ہے اس کے ساتھ ہی ماں باپ کی نافرمانی سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اکبر مرتد نے اپنے عہد میں دربار میں اسکی تعظیم کے لئے جو سجدہ کا رواج جاری کیا تھا شاہجہاں نے اپنے عہد حکومت میں اسکو موقوف کیا (دیکھو صفحہ ۳۸۶ دربار آصف) بلاشبہ شاہجہاں یعنی اورنگ زیب کے باپ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے تقریباً ہر تاریخ سے ممتاز محل کے انتقال کے بعد شاہجہاں کے شریعت محمدیؐ کی پابندی کے رجحان کا پتہ چلتا ہے کہ وہ حتی المقدور شریعت محمدیؐ کا پابند ہو چکا تھا لہذا باپ کو اذیتیں پہنچانے اور قید کرنے والے کو علیہ الرحمہ کہنا اللہ اور اسکے رسولؐ کے احکام کی خلاف ورزی اور توہین ہے اور یہی چیزیں مسلمان قوم کے زوال کا باعث ہیں۔

ایک کھلا ذہن مصنف جب قلم اٹھاتا ہے تو صرف اسکے پیش نظر تاریخی واقعات دلائل ثبوت و احکام ہوتے ہیں کسی سے ذاتی خصومت دشمنی عداوت یا مفت کی عقیدت اس کے ذہن میں نہیں ہوتی ہماری قوم جب سے زوال پذیر ہوئی اس کا ایک خاص مزاج بن گیا ہے کہ وہ جس کسی کو چاہے خلاف احکام اللہ و رسولؐ ولی بنا ڈالے اس کے عیوب کو نیکیاں اور بھلائیاں سمجھنے لگے اور جس کسی کو برا بنانا چاہے اسکی اچھائیوں کو بھی برا اور گناہ سمجھنے لگے۔ سیاست کو مذہب سے علحدہ سمجھنا ایسے انداز فکر اور ایسے طرز عمل صحت مند رجحان کی نشان دہی کرتے ہیں اور نہ ہی قوم کو زوال کے غار سے نکال کر ترقی کی راہ دکھلا سکتے ہیں۔

اورنگ زیب کا اصلی نام "محی الدین" ہے۔ اس کے باپ کو شاہجہاں کا لقب اس کے دادا جہانگیر نے بزمانہ شہزادگی دیا تھا اورنگ زیب کا دادا جو شرابی تھا اپنے آپ کو جہانگیر کے لقب سے ملقب کیا جب باپ کے قید کرنے والے اورنگ زیب کو ولی مانا جائے تو ولایت اور انانیت دو چیزیں یکجا نہیں رہ سکتے۔ باپ کو قید کر کے باپ کو تخت کی زینت نہ سمجھکر اپنے آپکو اورنگ زیب جسکے معنی ہیں تخت کو زینت دینے والا سمجھکر اورنگ زیب کا لقب اختیار کرنا اکی انانیت کا پتہ دیتا ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ صرف ہندوستان کا بادشاہ ہو کر پورے عالم کا بادشاہ ہونے کا تصور لئے عالمگیر کا لقب مزید اختیار کرنا مزید انانیت کی انتہا ہے

عالمگیر کہلانے کی مستحق صرف ایک ذات رسالت مآب صلعم ہے جن کو رحمت العالمین کہا جاتا ہے اور جن کا لایا ہوا مذہب بھی عالمگیر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور خصوصاً حضرت عمرؓ کے عہد کے عظیم فتوحات خالدؓ بن ولید کے عدیم المثال جنرل ہونے اور ناقابلِ قیاس فتوحات حاصل زمانے کے باوجود کسی نے بھی خود انہوں نے بھی اپنے آپ کو ان القاب سے مقلب نہیں کیا بلکہ ہمیشہ روتے اور باوجود عظیم ہونے کے اپنے آپ کو حقیر کہتے اور سمجھتے رہے بس اسی نکتہ انانیت پر اورنگ زیب کی فرضی ولایت کا بھی خاتمہ ہو کر رہ جاتا ہے اور باپ جو آقا نامدار کے احکام کی روشنی جنت کا صدر دروازہ ہے اس کو قید اور ناراض کر کے جسکی خوشی میں رسول خداؐ کے فرمان کے لحاظ سے اللہ کی خوشی اور جسکی ناراضی میں اللہ کی ناراضی ہے اورنگ زیب اپنے آپکو تخت کی زینت سمجھ کر جنت سے محروم قرار پاتا ہے۔

آخر علیہ الرحمہ اورنگ زیب کیوں؟

اورنگ زیب اپنی نوعیت کا آخری طاقتور حکمران تھا اس کے بعد افراتفری طوائف الملوکی کا دور شروع ہوا۔ مسلمان قوم انتشار کی حالت میں آگئی اور ذہنی توازن کھو بیٹھی۔ انگریزوں کی ریشہ دوانیوں سے مسلمان اور ہندو افراط وتفریط کی بھول بھلیوں کی وادیوں میں گم ہو گئے اس کا نتیجہ یہ تھا کہ انگریزوں کی سرپرستی میں ہندوؤں نے اورنگ زیب اور اسلام پر حملے شروع کر دیئے۔ ۱۹۱۴ء میں سر جادو ناتھ سرکار آئی ای نے اپنے تالیف کا آغاز کیا۔ اب ہم پروفیسر سلیم چشتی کے یہ جملے ذیل میں نقل کرتے ہیں جو انہوں نے علامہ اقبالؒ کی رموز بیخودی کی شرح کے ایڈیشن شائع شدہ مارچ ۱۹۷۳ء کے صفحہ جات ۱۲۴ و ۱۲۵ میں لکھے ہیں:-

> "ہندوؤں کا قلم حضرت عالمگیر کے خلاف مسلسل زہر چکانی میں مصروف تھا۔ چنانچہ عالمگیر اور دینِ اسلام دونوں کے بدخواہ سر جادو ناتھ سرکار آئی ای نے ۱۹۱۴ء میں اپنی مشہور تالیف "حیات اورنگ زیب" کی پہلی جلد شائع کی تھی۔ ۱۹۲۲ء میں اس کتاب کی پانچویں یعنی آخری جلد شائع ہوئی۔ دوسری جلد میں اس نے اپنی اسلام دشمنی کا ایسا مظاہرہ کیا کہ اس پر دیانند بانی آریہ سماج کے شاگرد رشید کا دھوکہ ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نے اورنگ زیب کے سوانح حیات نہیں لکھے ہیں بلکہ اس کے پردہ میں دینِ اسلام کو اپنے مطاعن کا نشانہ بنایا ہے۔"

اس کے بعد آگے چل کر پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ اس وقت میں طالب علم تھا اور پھر پروفیسر بن جانے اور رموز بیخودی کی شرح لکھنے کے قابل ہونے کے بعد اس طرح لکھتے ہیں :۔

"مسلمانوں کی بے حسی اور ملی بے حمیتی کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ابھی تک کسی مسلمان نے اس ناپاک کتاب کا جواب نہیں لکھا ہے اندرین حالات اقبال نے اورنگ زیب کے شیر مارنے کا واقعہ لکھکر ملت کی طرف سے فرضِ کفایہ ادا کیا ہے"۔

یہاں قابل غور نکتہ یہہ ہے کہ اورنگ زیب کی تعریف کرنے سے اسلام پر کئے گئے سرجادو ناتھ سرکار کے حملوں کی آیا صفائی ہو جاتی ہے کہ اورنگ زیب کا سہارا لیکر سرجادو ناتھ نے اسلام پر حملے کئے اورنگ زیب اسلام کا دوسرا نام نہیں بلکہ اسلام پر ہزاروں لاکھوں اورنگ زیب قربان کئے جاسکتے ہیں ۔ مسلمان اورنگ زیب کا پوزیشن سنبھالنے میں اس قدر مصروف منہمک ہوے کہ اسکو علیہ الرحمہ بنا ڈالا جسکو خود پروفیسر صاحب کے جملے ظاہر کر رہے ہیں۔ مسلمان سرجادو ناتھ کی اور ہندوؤں کے زہر چکانی سے اس قدر متاثر ہو گئے کہ علامہ شبلیؒ نے ہندوؤں اور جادو ناتھ کے بارے میں فرمایا۔

انہیں لے دے کے ساری ہسٹری میں یاد ہے اتنا ؛ کہ عالمگیر ہندو کش تھا ظالم تھا ستمگر تھا

دشمنان خدا نے اسلام پر جو الزامات لگائے ہیں اسکی صفائی ہم نے "شانِ محمدؐ کیا کہیئے ! شانِ غلاماں سن لیجئے" میں کردی ہے کہ غلامانِ محمدؐ کا تاریخی اعلیٰ کردار جو ناقابل انکار حقیقت ہے اسلام کی عظمت کے خدوخال پیش کرتا ہے نہ کہ اورنگ زیب اسلام کا مجسمہ یا نمونہ کہلایا جاسکتا ہے جس نے اپنے باپ کو قید کر کے دنیوی حکومت حاصل کی اور اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا۔ ہمارا اعلان ہے کہ سرجادو ناتھ سرکار کی تالیف ہذیان گوئی سے زائد اور کچھ نہیں ہیں۔ جرمنی کا ایک مشہور مجذوب فلسفی جو اپنے فلسفی واردات کا صحیح اندازہ نہ کرسکنے کے باعث فلسفیانہ انداز سے مقام کبریائی کو سمجھ نہ سکا علامہ اقبالؒ بال جبرئیل میں اسکے بارے میں لکھتے ہیں :۔

اگر ہوتا وہ مجذوب فرنگی اس زمانے میں ؛ تو اقبال اسکو سمجھاتا کہ مقام کبریا کیا ہے

اسی طرح اگر آج سرجادو ناتھ سرکار جو انگریزی سرکار کے زیر اثر تعصب کے جادو کا شکار ہو کر اسلام کے خلاف ہذیان گوئی اور بیہودگی میں مصروف تھا اگر آج اس زمانہ میں ہوتا تو جمیل اسکو

سمجھا تا کہ مقام اسلام کیا ہے اور اورنگ زیب کے بارے میں اسکا حقیقی پوزیشن اسکو سمجھا تا کہ اورنگ زیب ہندو کش تھا نہ ہندوؤں کے لئے ظالم و ستمگر تھا جب تعصب کے بخار کی گرمی نے اسکے دماغ پر اثر کیا اور تنگ نظری کا جادو سر جادو ناتھ کے سر پر چڑھ گیا ۔ تو بقول علامہ اقبال

جب روح کے اندر متلاطم ہو خیالات ؛ گفتار کے اسلوب پہ قابو نہیں رہتا

اورنگ زیب ہندو نواز اور اپنوں پر ستم غیروں پر کرم کا حامل تھا

اورنگ زیب اور ہندو :- اورنگ زیب کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ ہندو کش تھا، ہندوؤں کے لئے ظالم تھا ستمگر تھا تاریخ کی روشنی میں یہ ایک غلط پکار ہے اورنگ زیب جس کی رگوں میں باپ دادا کا راجپوت خون شامل تھا ہندو نواز تھا اسکی ہندو نوازی کی تاریخ گواہ ہے کہ اس نے ذریعہ فرمائش مندروں کو جاگیرات عطا کئے ان فرمائش کے نقول سنٹرل ریکارڈ آفس تارکا ناکہ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں اور ہمارے ہاں خود اس کے فوٹو کاپی موجود ہیں ۔ مغلوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مغل شہنشاہوں کی پالیسی " اپنوں پر ستم غیروں پر کرم " پر مبنی رہی ہے ۔

اورنگ زیب مرہٹے اور راجپوت :- اب رہا اورنگ زیب نے راجپوت اور لٹیرے مرہٹوں سے جنگیں کیں اور ان کی سرتابی کی تو یہ اپنی سلطنت کی بقا کے لئے ہر حکومت کرتی رہی اور آج بھی کر رہی ہے ۔ چنانچہ آج کی حکومت بھی سکھوں سے پنجاب میں برسر پیکار اور سنہرے گردوارے (گولڈن ٹمپل) میں فوجوں کو داخل کیا گیا مقامی حکومت کو ختم کر کے صدر راج پر صدر راج قائم کیا جا رہا ہے ۔ سیلون (سری لنکا) میں ہندوستانی امن فوج ہندوستانی ہندو تامل باشندوں کو مار رہی ہے اور راہ راست پر لانے میں مصروف ہے کیا اندرا حکومت اور راجیو حکومت کو سکھ کش ہندو کش، ستمگر، ظالم حکومت کہا جائے گا ؟ نہیں یہ زیادتی نہیں بلکہ سیاست کا عین تقاضہ ہے کہ ملک ایک رہے ۔ شر پسند عناصر اور لٹیروں سے ملک کو پاک کیا جائے تو بس یہی اورنگ زیب نے کیا تو وہ ہندو کش ظالم اور ستمگر کیسے بن گیا ؟ اورنگ زیب کے چھوٹے بیٹے کام بخش کا بیٹا یعنی اورنگ زیب کے پوترے محمد محی الدین نے اورنگ زیب کی زندگی میں رانی شو ہر پوری سے شادی کی جس کے بطن سے ایک لڑکا ہوا جو بعمر دس سال مر گیا ۔ (دیکھو تاریخ دربار آصف صفحہ ۵۷۴) اورنگ زیب کے ایک اور بیٹے محمد معظم کی شادی راجہ روپ سنگھ

کی بیٹی سے ہوئی (دیکھو صفحہ ۴۵۰ دربار آصف) خود اورنگ زیب کی زندگی میں پانچ بیویوں میں سے دو بیویاں نواب بائی اور بائی اودیپوری ہیں برخلاف اس کے سرجادو ناتھ سرکار اور اس کے ہم خیال برادران وطن کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جب یہ لوگ (آریا) ہندوستان آئے اور حکومت حاصل کی تو یہاں کے اصلی باشندوں کو اس قدر کچلا اس قدر پست کیا کہ ہریجن بنا ڈالا صدیوں مظالم کئے آج اٹھانے کی کوشش میں مصلحتاً لگے ہیں مگر صدیوں کے کچلے کروڑوں ہریجن کہاں آسانی سے اوپر اٹھائے جاسکتے ہیں نتیجہ یہ کہ اسکو رعائیتں RESERVATION دے کر دوسروں کے حقوق پامال کئے جارہے ہیں۔ ہریجنوں پر مظالم کی انتہا یہ تھی اور آج بھی اخبارات میں کبھی کبھی دیکھنے میں آتا ہے کہ ان کو زندہ جلا دیا جاتا تھا اور جلایا جارہا ہے۔ مندروں میں آنے سے روکنا باولی سے پانی لینے پر ان کے لئے سزائے موت وغیرہ وغیرہ۔ کیا اورنگ زیب نے ایسا کیا تھا؟ مزید تفصیل ہماری کتاب "مسلمانوں نے ہندوستان آکر کیا پایا کیا کھویا" میں انشاء اللہ ملیں گی۔

سرجادو ناتھ سرکار کی روح اور اسکے ہم خیال برادران وطن کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ سنہ ۱۹۴۷ء یعنی آزادی ملنے کے بعد سے اب تک کا دور چالیس سالہ ہے اس عرصہ میں آزادی کے ساتھ پنجاب میں مسلمانوں کی خون کی ندیاں بہہ گئیں ہر وقت فسادات ملک کے طول و عرض میں جسکی تعداد سولہ ہزار سے متجاوز ہے حالیہ میرٹھ کے فسادات اور مسلمانوں کو قتل عام جس کی تفصیلات تعمیر ملت معہ تصاویر شائع کرکے عوام کے نظروں میں لارہی ہے۔ بابری مسجد پر قبضہ یہ سب سرجادو ناتھ سرکار کی روح اور ان کے ہم خیال برادران وطن کے لئے مضحکہ خیز بن کر ان کا منہ سیاہ کرنے اور منہ چڑانے کافی ہیں۔ خاندان مغلیہ جسمیں اورنگ زیب بھی شامل ہے کے بارے میں تاریخ کی روشنی میں بس یہی کہا جاسکتا ہے ان کی پالیسی اپنوں پر ستم غیروں پر کرم کا دوسرا نام تھی۔

اورنگ زیب کے تعلق سے اس مسئلہ میں اس سے زائد اس کتاب میں بحث کی گنجائش نہیں۔ مختصراً یہ کہ اورنگ زیب اپنے باپ دادا کی طرح ہندو نواز تھا اور اپنے باپ دادا کی طرح ستمگر تھا تو اپنے باپ اور بھائیوں کے لئے باپ اور بھائیوں پر ستم کرکے پرکش بن کر وہ اللہ اور رسول خدا صلعم کا گنہگار تھا۔ آقائے نامدار صلعم اور قرآن کی روشنی میں اس پر کافی بحث کیجا چکی ہے۔ مقصد صرف یہی ہے کہ موجودہ اور آئندہ نسلیں ماں باپ کی فرمانبردار ہوجائیں۔

مشاہدات عینی

از : محمد جمیل الدین صدیقی

ہر شخص کی زندگی میں ایسے مشاہدات ضرور آتے ہیں مگر وہ اس پر غور نہیں کرتا کہ ماں باپ کی نافرمان اولاد کو قدرت کیا سزائیں دیتی ہے، ہم اپنے تین مشاہدات بیان کرتے ہیں۔

مشاہدہ اوّل : عباس میرا بچپن کا دوست تھا باپ اسکو بہت چاہتے اور اسکی تعلیم پر بے دریغ روپیہ خرچ کرتے مگر وہ ہر وقت زمانۂ طالب علمی ہی سے اپنے والد کی کمزوریوں پر نظر رکھتا اور انہیں حقیر سمجھتا اور سخت سست کہتا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ شام کے کھانے پر اس نے باپ کو ان کے مسخرے پن کے کرتوت پر ایسی ایسی سنائی کہ بیچارے میاں آنکھوں میں آنسو لئے کھانا چھوڑ کر ہاتھ دھو کر پلنگ پر لیٹ گئے میں دیکھ رہا تھا کہ عباس اسکے باوجود ترقی کر رہا تھا بعد ختم تعلیم ابتدائی تقرر ڈپٹی کلکٹری پر ہوا پھر کلکٹر اور کمشنر ہو گیا شادی بھی ایسے مقام پر ہوئی کہ لاکھوں کا مالک بن گیا۔ باپ کے انتقال پر بھی باوجود کہ وہ شرکت کر سکتا تھا شرکت نہ کی اور دفن کرنے کی ہدایت گاؤں سے روانہ کر دی۔ میں ان واقعات کو دیکھتا اور حیران رہتا۔ یوسف عباس کا اکلوتا بیٹا تھا عباس اسکی تعلیم پر بے دریغ روپیہ بہانے تیار تھا مگر اس نے تعلیم حاصل کرنے سے انکار کر دیا اور اب وہ اپنے باپ کا نافرمان بیٹا تھا جسکی نافرمانی اسکے لئے سوہانِ روح اور قلبی اذیت کا باعث تھی۔ عباس کے والد کو انتقال کئے دو تین سال ہی گزرے تھے کہ عباس کینسر کے مرض میں مبتلا ہوا۔ سروس کے کئی سال باقی تھے نامرادی کے عالم میں دنیا سے چل بسا اپنے اکلوتے فرزند کی ناہنجاری کا صدمہ و داغ لئے۔

مشاہدہ دوم : قادر نے غلط مقام پر عاشقی فرمائی ماں اور باپ نے روکا اور ایک ڈاکٹر کی لڑکی کو بیاہ کر لے آئے۔ قادر نے ماں باپ کی خدمت کی طرف کبھی توجہ نہ دی بلکہ ہمیشہ روحانی صدمے دینا ہی شیوہ زندگی بنالیا اور بعد شادی بھی ماں باپ کی منع کی ہوئی جگہ اپنی معشوقہ سے کرلی۔ حالات ایسے پیدا ہوئے کہ ملازمت جاتی رہی۔ جیل میں چھ ماہ تک زیر حراست رہے۔ معشوق نے ساتھ چھوڑ دیا اور آخر نوبت ایسی آئی کہ وطن بھی چھوڑنا پڑا۔

مشاہدہ سوم : سلیم نے باپ کی مرضی کے خلاف عاشقی رچا کر شادی کرلی اور باپ کو روحانی صدمہ جات ایسے پہنچائے کہ باپ بستر مرگ پر پڑ گئے اور آخر جانبر نہ ہوسکے۔ سلیم کو ایک فرزند قاسم تولد ہوئے اور سلیم کی معشوق نے دنیا سے منہ موڑ لیا۔ اب سلیم کے فرزند قاسم نے نہ تعلیم حاصل کی